ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

5 ربیع الثانی 1427ھ — مئی 2006ء

سانحۂ نشتر پارک...... ذمہ دار کون ہے؟

اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات

قادیانیت کی تبلیغ کے لیے نئی بیساکھیاں

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

القرآن

اللہ کی مہلت

''یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا خود تمہارا پروردگار آئے ،یا تمہارے پروردگار کی نشانیاں آئیں۔ مگر جس روز تمہارے پروردگار کی نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا' اُس وقت اُسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کیے ہوں گے (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا' اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔''

(الانعام:۱۵۸)

الحدیث

صدقے کی فضیلت

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص ایک اچھی چیز صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اچھی چیزوں کا ہی صدقہ قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے خواہ وہ ایک دانہ کھجور ہی ہو جیسے کوئی بچھڑے اور اونٹ کے بچے کو پالتا ہے' وہ کھجور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بڑی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔''

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

الآثار

قادیانیت

''انیسویں صدی کے آخر میں سرزمین پنجاب کے ایک فرزندِ ناہموار مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی وہی راگ الاپا جو اُس کے پیش رو اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور مزدک ایرانی وغیرہ نے گایا تھا۔ مرزا قادیانی کی سرپرستی بحری قزاقوں کی منظم سٹیٹ کرنے لگی۔ اور یہ دجالِ بحرِ ظلمات' فرنگی سامراج کی ''بوٹ'' میں تیرنے لگا۔ یہ نہنگِ بے اماں امتِ مسلمہ کو لخت لخت کر کے ایک نئی امت کی تشکیل میں مصروف ہو گیا۔

مرزائی' دولت پر شب خون مارنے میں اتارو ہیں۔ انہوں نے دولت کے سہارے' پاکستان اور بیرون ملک اس فتنۂ ارتداد کو نئی بیساکھیوں سے زندہ رکھنے کی تگ و دو شروع کی ہے۔ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مرزائیت کا محاسبہ اس دور کے تقاضوں کے مطابق کیا جائے۔''

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

اقتباس اداریہ ''نقیب ختم نبوت'' فروری ۱۹۸۸ء

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 17 شمارہ 5 ربیع الثانی 1427ھ مئی 2006ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاءِ فکر

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	02
دین و دانش:	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	04
//	درسِ حدیث	محمد یحییٰ نعمانی	07
افکار:	سانحہ نشتر پارک...... ذمہ دار کون ہے؟	سید محمد معاویہ بخاری	11
//	اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	14
//	احرار اور پاکستان	پروفیسر خالد شبیر احمد	21
//	ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال	مفتی جمیل احمد نذیری	27
مکتوب	مولانا محمد عیسیٰ منصوری بنام سید محمد کفیل بخاری/عبداللطیف خالد چیمہ	ادارہ	36
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	38
محاسبۂ قادیانیت:	قادیانیت کی تبلیغ کے لیے نئی بیساکھیاں	حکیم محمد قاسم	39
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	42
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک	150 روپے
بیرونِ ملک	1000 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

☎061-4511961

دل کی بات

''مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے''

پرویز بادشاہ نے کہا ہے:

''موجودہ اسلامیات فرقہ وارانہ مسائل پیدا کر رہی ہے۔گلگت میں اسی وجہ سے حالات خراب ہیں۔اس کا نصاب تبدیل کریں گے۔اسلام کا بول بالا ہونا چاہیے مگر اس کا صحیح تشخص اجاگر کیا جائے۔کوئی خاتون پردہ نہیں کرتی تو اُسے زبردستی پردہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔''

(۲۲/اپریل کو اسلام آباد میں تیسرے طلباء کنونشن سے خطاب۔روزنامہ ''جنگ'' لاہور۔۲۳/اپریل ۲۰۰۶ء)

پرویز بادشاہ روزِ اوّل سے ہی ایسے دقیانوسی خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں' جن سے عوام کی نوے فیصد اکثریت اتفاق نہیں کرتی۔ملک کے کسی بھی سکول، کالج اور یونیورسٹی میں اسلامیات کے موجودہ نصاب کی وجہ سے آج تک کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا۔بلکہ اسلامیات کے علاوہ پڑھایا جانے والا دوسرا نصاب لڑائی جھگڑے اور بدامنی کے دیگر واقعات کا موجب ضرور بنا۔گزشتہ اٹھاون سال سے یہ نصاب پڑھایا جارہا ہے اور اس میں مسلسل تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔لیکن جو تبدیلیاں ہمارے ''بادشاہ'' کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے ہیں۔اس کا حوصلہ آج تک کسی کو نہیں ہوا۔یہود و نصاریٰ کی مذمت، احکامِ جہاد اور خاص طور پر سورۃ توبہ کی آیات کو نصاب سے خارج کیا گیا۔پھر قرآن کریم کی لازمی تعلیم کو نصاب سے خارج کرنا اس پر مستزاد ہے۔گلگت کا معاملہ بالکل مختلف ہے جسے بین الاقوامی سازش اور منصوبے کے تحت اس سے نتھی کیا گیا ہے۔اس لیے کہ مستقبل میں شمالی علاقہ جات پر مشتمل ''آغا خانی ریاست'' کا قیام امریکی منصوبہ ہے۔گلگت اور دیگر شمالی علاقوں کے غیر آغا خانیوں کے شہری حقوق مسلسل پامال کیے جارہے ہیں۔آغا خان بورڈ کا قیام اور شمالی علاقوں میں فرقہ وارانہ فسادات اسی منصوبے کی تکمیل کی کڑیاں ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارا نصابِ تعلیم، پاکستانی عوام کی مسلم اکثریت کے عقائد، تہذیب اور ملک کی نظریاتی بنیادوں سے متصادم ہے۔دوسو سال پہلے لارڈ میکالے نے جو نظام و نصابِ تعلیم متعارف کرایا تھا' اُسے بحال رکھا گیا ہے بلکہ عوام پر ٹھونسا جارہا ہے۔پردہ یا حجاب اسلامی شعار ہے۔اس حوالے سے ملک میں کہیں زبردستی اور جبر نہیں بلکہ شریف مسلمان اس حکم پر اپنی مرضی اور پسند سے خود عمل کر رہے ہیں۔حکمرانوں، سیاست دانوں اور سیکولر نظریات کے نمائندوں کی بیگمات اور دختران اکثر بے پردہ ہیں۔اگر زبردستی اور جبر کا ماحول ہوتا تو انہیں برقعے پہنا دیئے جاتے۔اسلام کی تعبیر و تشریح اور صحیح تشخص کو اجاگر کرنا علماء اسلام کی ذمہ داری ہے، سیکولر حکمرانوں کی نہیں۔جو تعبیر و تشریح پرویز بادشاہ کر رہے ہیں' وہ مغرب کے ملحدوں کا اُگلا ہوا لقمہ ہے۔اس کا قرآن و سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

بادشاہ سلامت! آپ ریاست کے سب سے اہم منصب پر قابض ہوکر بھی اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کو دیئے گئے اپنے ایک حالیہ انٹرویو میں آپ نے فرمایا:

''میں رات دو سے تین بجے کے درمیان سوتا ہوں ،صبح اٹھتے ہی اور رات بارہ بجے موسیقی سنتا ہوں۔'' (''خبریں'' ۲۵/اپریل ۲۰۰۶ء)

زندگی کا یہ معیار اور یہ انداز یقیناً ہمارے عقائد، اخلاق اور تہذیب سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ قرآن وسنت کے قطعی احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ راتوں کو جاگنے اور دن کو سونے والے، موسیقی کو سننے والے حکمران وزیرستان اور بلوچستان کی صورتِ حال سے بے خبر ہیں یا انہوں نے جان بوجھ کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ بے قصور عوام کو مارا جا رہا ہے۔ نتیجتاً مرکز اور پنجاب کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے۔ سرحد اور بلوچستان میں علیحدگی کے رجحانات کو تقویت مل رہی ہے۔ فوج اور عوام کو لڑا کر مرحوم مشرقی پاکستان والے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ بلوچستان میں پنجاب کے شناختی کارڈ والے شہری کے لیے روڈ ٹرانسپورٹ کے ذریعے سفر مشکل ہوگیا ہے۔ وزیرستان اور بلوچستان میں روزانہ بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ راکٹ لانچر پھینکے جا رہے ہیں۔ گیس پائپ لائن دھماکوں سے اڑائی جا رہی ہے۔ پورے ملک میں امن وامان کی صورت حال غیر یقینی ہے۔ نشتر پارک کراچی میں رونما ہونے والا سانحہ ملکی تاریخ کا بدترین اور سب سے بڑا حادثہ ہے۔ کراچی میں تقریباً ہر شعبۂ زندگی کی اہم اور معزز شخصیات کو باری باری قتل کر کے میدان صاف کر دیا گیا ہے۔ ملک کے دیگر حصوں میں بھی یہی خونی کھیل جاری ہے۔ ملک کے سب سے بڑے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر کو محبوس کر کے میڈیا ٹرائل کے ذریعے نہ صرف اُن کی ملکی خدمات پر پانی پھیرا جا رہا ہے بلکہ اُن کی شخصیت کو ذلیل کیا جا رہا ہے۔ کیا اتنے اہم مسائل صرف یہ کہہ دینے سے حل ہو جائیں گے کہ ہم اسلامیات کا نصاب تبدیل کر دیں گے۔ وزیرستان اور بلوچستان میں القاعدہ والے بدامنی پھیلا رہے ہیں۔ ہم نے دہشت گردوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ۲۰۰۷ء میں انتخابات ہوں گے۔ روشن خیالوں کو فتح ہوگی۔ انتہا پسند پٹ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بادشاہ سلامت! حکمرانی کے یہ انداز اور طور طریقے ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کسی ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدیں غیر محفوظ یا مسمار ہو جائیں تو ملک کا جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ خانہ جنگی شروع ہو جائے تو حکومتیں نہیں چل سکتیں۔ ریاستی ادارے تباہ ہو جائیں اور اُن پر براجمان افراد بددیانت ہو جائیں تو کسی دشمن کو حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پاکستان اس وقت نہایت سنگین اور نازک صورتحال سے دوچار ہے۔ حالات اور واقعات کا صحیح تجزیہ کر کے اور حقائق کو تسلیم کر کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر بات کو فرقہ واریت، القاعدہ، دہشت گردی اور خود کش حملہ قرار دے کر وقتی طور پر تو جان چھڑائی جاسکتی ہے لیکن یہ حل نہیں' مزید تباہی کا راستہ ہے۔

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے

(پہلی قسط)

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

اللہ ورسول (ﷺ) کی اطاعت کرو

یٰـاَیُّھَا الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا اَطِیْـعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُم ج فَاِنْ تَـنَـازَعْتُـمْ فِـیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر تمہارا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یومِ آخرت پر۔ یہی بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔''

آیت بالا میں اہل ایمان کو دو اہم ترین امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

(۱) اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسول اور اطاعت اولا امر

(۲) معاملاتِ حیات میں جب اہل ایمان کسی الجھن اور کشمکش کا شکار ہوں تو ان کے تصفیے کے لیے اللہ اور رسول (ﷺ) یعنی قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔

اطاعت کیا ہے؟

لغت میں اطاعت کے معنیٰ کسی کے کہنے پر چلنا، کسی کے حکم کی موافقت کرنا۔ اصطلاح میں اوامر الٰہی کی پیروی کرنا خواہ اپنی ذاتی خواہش ہی کیوں نہ ہو اور منہیات کو ترک کر دینا' خواہ نفس پر کتنا ہی گراں کیوں نہ گزرے۔ علامہ جرجانی کے نزدیک ہر اس بات کا ماننا اور اسے اپنے عمل میں لانا جس میں تقرب الٰہی کا حصول ہو سکے۔ ابن علان کہتے ہیں' اطاعت نام ہے ظاہراً احکام پر عمل پیرا ہونا اور باطناً اللہ ورسول ﷺ کے احکام کی بجا آوری کر کے رضا جوئی کی کوشش کرنا۔

وجوب اطاعت:

اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت شریعتِ اسلام کے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ دین وایمان کی تکمیل کا دارومدار اسی اطاعت پر ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں اطاعت کا ذکر ہوا ہے۔ کہیں اطاعت پر انعامِ اخروی کا وعدۂ صادق ہے اور کہیں نافرمانی پر دنیا وآخرت میں عذاب کی وعید۔ سورۃ نساء میں ہے:

''اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے رہیں گے' اللہ ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے

گا جن میں نہریں جاری ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (النساء:۱۳)

اسی سورت میں مزید آگے چل کر ہے:

''جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا' سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور خوب ہے ان کی رفاقت۔'' (النساء:۶۹)

اور کہیں عدم اطاعت پر عذاب وخسران اور راندگیٔ بارگاہ کی وعید ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے:

''آپ کہہ دیجیے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی۔ پھر اگر تم اعراض کرو تو اللہ کو محبت نہیں کافروں سے۔'' (آل عمران:۳۲)

سورۃ نساء میں ہے:

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے گا (اللہ) ان کو ایسی آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔'' (النساء:۱۴)

سورۃ جن میں ہے:

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا تو بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ (الجن:۲۳)

یہاں یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ ہر شخص اللہ کا بندہ ہے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی الوہیّت اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار واعلان کیا وہ بندۂ مومن ہے۔ اس اقرار واعلان کے بعد اس پر اللہ ورسول کے احکام کی بجا آوری لازمی ہے۔ کیونکہ اس نے کلمۂ توحید وشہادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ورازق اور ملجا وماویٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنا راہ بر اور پیشوا تسلیم کر لیا ہے۔ یہ تسلیم کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اب وہ اپنی ذات کو، اپنی خواہشات کو اور اپنی تمناؤں کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے تابع کر دے۔ اس مناسبت سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہمارے لیے بہت سبق آموز ہے۔ جس میں انہوں نے بتایا:

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اس بات پر کہ حضور کا حکم سنیں گے اور مانیں گے۔ دشواری میں بھی اور آسانی میں بھی، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی۔ اور احکام سے ان کے حکم میں کوئی کشاکشی نہیں کریں گے۔ اور جہاں ہوں گے حق کو قائم کریں گے اور حق بات کہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔'' (بخاری ومسلم)

اطاعت کے لیے علم دین کا حصول:

جب یہ معلوم ہو گیا کہ اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی کو اطاعت پر استوار کریں تو یہ بھی ضروری ہوا کہ ہر مومن کو معلوم ہو کون سے امور اطاعت میں داخل ہیں اور کون سے امور عدم اطاعت، بغاوت وسرکشی اور طغیان

وعصیان میں شمار ہوتے ہیں۔ چناں چہ امرونہی، حلال وحرام، جائز وناجائز اوراطاعت ومعصیت کے مابین فرق وامتیاز کاعلم ہوناضروری ہے۔ورنہ کہیں بھی ٹھوکر لگنےاور سلامتی کی راہ سے بھٹکنے کا خطرہ رہے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ دین عبدومعبوداور نبی وامتی میں صرف قانونی تعلق کا تقاضانہیں کرتا کہ چوں کہ میں مسلمان ہوں اور مجھ پرفلاں فلاں چیز لازم ہے۔اس لیے اسے کرنا ہےاور فلاں فلاں بات سے روکا گیا ہے۔اس لیے اس سے رک جانا ہے......نہیں ایسا نہیں بلکہ خالص قلبی تعلق کا تقاضا کرتا ہے کہ احکام بجالانے کا داعیہ اس کے دل سے پیدا ہو۔اس کے نفسی میلانات اوراس کے جی کی چاہتیں ہدایتِ ربانی اور تعلیماتِ نبوی کے تابع ہوجائیں۔اس کا نام محبت ہے...... یہ محبت ایسی ہوجو ہمارے ایمان کی جان ہو۔قرآن مجید میں اسے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ)
''اورایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں'' ...... سے تعبیر کیا گیا ہے۔اطاعت جب تک محبت کے آمیزے میں گندھی ہوئی نہ ہوگی تب تک تکمیل ایمان اور حلاوتِ ایمان کا نصیب ہونا محال ہے۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

> ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہوجائے۔'' (معارف الحدیث)

جس شخص کو یہ دولت نصیب ہوجائے اس کے لیے اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت قطعی مشکل نہیں رہتی۔اس کے لیے احکامِ شریعت پر چلنا نہ صرف آسان ہوجائے گا بلکہ اس راہ میں جانِ عزیز دینے میں بھی راحت محسوس کرے گا۔

سوچنے کا مقام:

یہاں چند لمحے رک کر سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہم اس معیارِ اطاعت ومحبت پر پورا اترتے ہیں؟ اللہ ورسول (ﷺ) کوتو اہل ایمان کی جانب سے غیر مشروط اطاعت مطلوب ہے۔محبت ایسی مطلوب ہے جس کے سامنے دنیا کے سارے رشتے ناتے، تعلقات، دنیوی اسباب...... سب سے بڑھ کر محبت ہو...... محبت واطاعت کا یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر کوئی شخص اپنے لیے رخصتیں، سہولتیں اور گنجائشیں نہیں تلاشتا۔اس مقام پر احکامِ شرعیہ کی بجاآوری میں حیلہ سازی وبہانہ خوری کی قطعی گنجائش نہیں رہتی۔آج جو نام نہاد مصلحین ومفکرین اور سیاسیین رخصت وگنجائش کے نام پر عامۃ الناس کو سہولتیں فراہم کررہے ہیں، سود کو حیلوں بہانوں سے ''حلال'' کیا جارہا ہے۔تصویروں کی ''حلت'' کے فتوے عام ہورہے ہیں۔''زمینی حقائق'' کا ڈھنڈورا پیٹ کر اور فضائل تبلیغ کا نقارہ بجا کر جمہوریت کو اسلام قرار دیا جارہا ہے اور جہاد جیسے امرِ عظیم سے راہِ فرار اختیار کی جارہی ہے۔کیا یہ سب معیار اطاعت ومحبت کے عین مطابق ہے؟

(جاری ہے)

درسِ حدیث

محمد یحییٰ نعمانی*

قرآن وسنت کی تعلیمات کی پابندی اور بدعات سے پرہیز کی تاکید

سیدنا محمد رسول اللہ (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بنا کر مبعوث فرمایا تھا اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کے اوپر نازل ہونے والی کتاب اور آپ ﷺ کے ذریعہ عالم انسانیت کو دی گئی ہدایات وتعلیمات قیامت تک کے لیے ہیں۔ انہی کے ذریعے اور ان پر عمل کر کے ہی انسانوں کو صحیح رہنمائی اور اللہ کی رضا اور ابدی سعادت کی منزل تک رسائی ملے گی۔ آں حضرت ﷺ کی نبوت کا خاص الخاص امتیاز اور سب سے بڑی فضیلت ہی یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نبی ورسول دنیا میں آئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں طے تھا کہ ان کی شریعت وکتاب کے ذریعے ایک خاص مدت تک انسانوں کی ہدایت کا کام لیا جائے گا۔ اور ان کی تعلیمات ومواعظ کے ذریعے ایک خاص مدت تک انسانوں کا تزکیہ وتربیت اور رذائل وخبائث سے ان کے دل پاک کیے جائیں گے، اس کے بعد نئی نبوت کا زمانہ آجائے گا، نیا نبی مبعوث ہوگا، اس کی تعلیمات ہدایت کا راستہ دکھائیں گی، اس کی شریعت کا قانون نافذ ہوگا، اور اس کے مواعظ ونصائح دلوں میں اللہ کی محبت اور خوف وخشیت پیدا کر کے انسانوں کی اصلاح کریں گے۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ نبوت ورسالت اور آسمانی صحیفوں کے اس سلسلہ کو نبوت محمدی اور قرآن پر ختم کیا جائے اور وہ کامل رہنمائی اور مکمل شریعت اتار دی جائے جو قیامت تک کے لیے کافی ہو تو لازم تھا کہ پچھلے انبیاء کی کتابوں اور تعلیمات کے برخلاف قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا جائے جس میں کوئی رخنہ نہ پڑے۔ پچھلے نبیوں پر نازل ہونے والی کتابوں میں سے اکثر کا تو نشان بھی نہیں ملتا۔ تورات اور کچھ دوسرے صحیفے کہا جاتا ہے کہ موجود ہیں مگر کوئی صاحبِ علم اس زمانے میں اس کا قائل نہیں کہ اس میں بڑی مقدار میں کمی بیشی نہیں ہوچکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی انجیل کا تو کچھ پتا نہیں۔ جو رسالے انجیل کہلاتے ہیں، وہ دراصل بعد کے لوگوں کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمریاں ہیں اور وہ بھی غیر معتبر۔ اس کے برخلاف اللہ کی طرف سے آں حضرت ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کی ایسی حفاظت کا تکوینی انتظام کیا گیا کہ اس کا ایک ایک نقطہ محفوظ ہے۔ اس طرح آں حضرت ﷺ کی وہ تعلیمات، ہدایات اور ارشادات ومواعظ جن کو ہم عرف عام میں احادیث کہتے ہیں۔ اس کی بھی جانچ پرکھ کا ایسا نظام رکھا گیا ہے کہ "اسلام" قطعی طور پر معلوم ومتعین اور بے شبہ وبے غبار ہے۔

* مرتب "الفرقان"، لکھنؤ

آں حضورﷺ کی ''شانِ خاتمیت'' کا تقاضا صرف یہی نہیں تھا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کاغذ کے دفتروں میں اور قلم کی روشنائیوں کی شکل میں محفوظ ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے یہ بھی اعلان فرمایا تھا اور بار بار فرمایا تھا کہ قیامت تک اس دین پر اس کی اصل شکل میں، اور اس کی بنیادی روح ومزاج کی حفاظت کے ساتھ، بلکہ اس کی خاص قلبی کیفیات وجذبات کے ساتھ عمل کرنے والے اور اس طریقے کو عام کرنے والے بھی ہر زمانے میں باقی رہیں گے۔ اس مقصد کی خاطر جہاں علمی طور پر قرآن وسنت کی حفاظت کا وہ انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا جو کتابوں اور شریعتوں کے ساتھ نہیں کیا گیا تھا، وہیں آں حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس بات کی بڑی تاکید کی کہ وہ قرآن اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ کے طریقوں پر پوری استقامت کے ساتھ اور دین کے سلسلے میں نئی نئی باتوں اور غلو وجفاف کے رویوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے۔

عن العرباض بن ساريةؓ قال: صلى بنا رسول الله ذات يوم ثم اقبل علينا فوعظنا بليغة ذرفت منها العيون وَوَجلت منها القلوب فقال رجل: يارسول الله ، ان هذا موعظة مودّ ع فماذا تعهد الينا؟ قال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة ، وان عبدا حبشيا ، فانه من يعش منكم فيرى اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي وسنته الخلفاء المهديين الراشدين ،تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، واياكم ومحدثات الامور ،فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ واحمد والدارمی)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو (فجر کی) نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ایک نہایت موثر وعظ فرمایا۔ جس کی تاثیر کا یہ حال تھا کہ ہماری آنکھیں بھر آئیں اور دل خوف زدہ ہو گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ تو ایسا خطبہ ہے جیسے الوداع کہنے والا دم واپسیں وعظ کہے (اگر ایسا ہی ہے) تو ہماری درخواست ہے کہ کچھ ہم کو (ضروری اور بنیادی باتوں کی) وصیت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں، اللہ سے ڈرتے رہنا اور اپنے خلیفہ یا امیر کی اطاعت کرنا، چاہے وہ امیر کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو کوئی میرے بعد کچھ مدت رہے گا، وہ بڑے اختلافات دیکھے گا۔ (ایسے عالم میں میری تم کو وصیت یہ ہے کہ) تم میری سنت وتعلیمات اور خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے پر مضبوطی سے جمے رہنا، اس کو لازم پکڑ لینا اور خبردار (دین میں) نئی نئی باتوں سے پرہیز کرنا، اس لیے کہ دین میں نئی نکالی ہوئی باتیں بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (سنن ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ ودارمی ومسند احمد)

آں حضرت ﷺ کی اس تاکید اور وصیت میں اشارہ موجود ہے کہ آپ ﷺ کو اس کا اندازہ ہو گیا تھا یا اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو اطلاع دے دی گئی تھی کہ اب آپ زیادہ دن اس دنیا میں رہنے والے نہیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی جب آپ کے طرز کلام اور تقریر کے انداز سے اس کا اندازہ ہوا تو انہوں نے درخواست کی کہ کچھ ایسی ضروری

باتوں کی آپ وصیت فرمادیں جو گرہ سے باندھ لی جائیں......اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے جو باتیں بھی نصیحت وصیت کے طور پر ارشاد فرمائیں ہوں گی۔ وہ آں حضرت ﷺ کے نزدیک کتنی اہمیت رکھتی ہوں گی اور امت کے لیے ان کو مستقل یاد رکھنا اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنا کتنا ضروری ہوگا۔

سب سے پہلے تو آپ ﷺ نے امت کو اپنے بعد کے لیے تقویٰ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اس کے خوف کے تحت احتیاط سے زندگی گزارنے) کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے امت کو اپنے حاکم وخلیفہ اور امیر کی اطاعت کا حکم دیا کہ اس کے بغیر امت کا اجتماعی نظم بکھر جائے گا۔ یہاں خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن وسنت میں مسلمانوں کو صرف خلیفۂ وقت اور باقاعدہ حکمرانوں کی اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ سارے ہی انتظامی عہدے داروں اور معاشرے کے ان ذمہ داروں کی اطاعت کا حکم دیا گیا' جن کو عرفِ عام میں سوسائٹی میں اپنے اپنے دائرں میں بالاتر مانا جاتا ہے مثلاً ایک خاندان میں یہ حیثیت باپ کی اور شوہر کی ہوتی ہے۔ اسکول ومدرسہ میں اس کے ذمہ دار کی ہوتی ہے۔ آفس میں اس کے عہدے دار کی ہوتی ہے......انسانی مصلحت کا تقاضا اور اللہ ورسول (ﷺ) کا حکم یہ ہے کہ ان سارے بڑوں کی اطاعت کی جائے۔ ہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت اس وقت تک ہی کی جائے گی۔ جب تک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا کوئی حکم نہ ٹوٹے۔

ان دونوں کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جس کو میرے بعد کچھ دن زندگی کے اور ملیں گے' وہ دیکھے گا کہ میری امت میں بڑے اختلافات پیدا ہوجائیں گے۔ اس کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ شعوری طور پر طے کرلے کہ میرے طریقے اور میرے بعد خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لے اور بس اس کی پیروی کرے۔ ہاں واضح ہے کہ آپ ﷺ نے یہاں جن اختلافات کے پیدا ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ یہ دین میں پیدا ہونے والے وہ مذموم اختلافات ہیں جن کا سبب بعض لوگوں اور حلقوں کا آں حضرت ﷺ کے طریقے اور خلفاء راشدین کے مزاج وطریقہ سے انحراف ہے۔ آں حضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی آپ ﷺ کی وفات کے بعد ۳۰۔۳۵ سال کی مدت کے اندر پوری ہونی شروع ہوگئی۔ روافض وخوارج اور اعتزال کی بدعتوں سے بدعات اور دینی انحرافات کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آں حضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق آج تک جاری ہے۔

آپ ﷺ نے اس پیشین گوئی کے بعد بڑی شدت کے ساتھ اس بات کی تاکید فرمائی کہ نجات کا راستہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کے طور طریقے پر کاربند رہا جائے اور دین میں پیدا کی جانے والی نئی باتوں ''بدعات'' سے بچا جائے۔ کیوں کہ ہر بدعت گمراہی وضلالت ہی ہے۔

''بدعت'' کیا ہے؟

''بدعت'' کا مسئلہ ہمارے دین کا ایک اہم مسئلہ ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ بدعت کی ایسی توضیح کردی جائے کہ عام پڑھے لکھے مسلمان کے لیے بدعت کو پہچان لینا آسان ہو جائے۔حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کو اللہ نے مشکل علمی مسائل کی تفہیم وتسہیل کا خاص ملکہ دیا تھا۔بدعت کے مسئلے کی انہوں نے بڑی آسان اور عام فہم تشریح وتوضیح فرمائی ہے۔ذیل میں اس کو انہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے:

''ایمان وکفر اور صلوٰۃ وزکوٰۃ وغیرہ کی طرح ''بدعت'' کی ایک خاص دینی اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہر وہ امر ہے۔جس کو دینی رنگ دے کر دین میں شامل کیا جائے اور اگر وہ کوئی عمل ہے تو اس کو دینی عمل کی حیثیت سے کیا جائے اور عبادات وغیرہ دینی امور کی طرح اس کو ثواب آخرت اور رضائے الٰہی کا وسیلہ سمجھا جائے اور شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہ ہو' نہ کتاب وسنت کی نص، نہ قیاس اور اجتہاد واستحسان جو شریعت میں معتبر ہیں۔

ظاہر ہے کہ بدعت کی اس تشریح کی بنا پر ان نئی ایجادات کا استعمال اور وہ نئی باتیں جو عہد نبوی میں نہیں تھیں اور جن کو امر دینی نہیں سمجھا جاتا' بدعت کے دائرے میں نہیں آتیں۔جیسے کہ ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعے سفر اور اسی طرح کی دوسری جدید چیزوں کا استعمال......اسی طرح جس زمانے میں دینی مقاصد کی تحصیل وتکمیل اور دینی احکام کی تعمیل کے لیے جن جدید وسائل کا استعمال کرنا ضروری ہو' وہ بھی اس تشریح کی بنا پر اس کے دائرے میں نہیں آئیں گے۔جیسے قرآن مجید پر اعراب وغیرہ لگانا تاکہ عوام بھی صحیح تلاوت کرسکیں اور کتب حدیث کی تالیف اور ان کی شرحیں لکھنا اور فقہ کی تدوین اور مختلف زبانوں میں حسب ضرورت دینی موضوعات پر کتابوں کی تصنیف واشاعت کا اہتمام اور دینی مدارس اور کتب خانوں کا قیام وغیرہ۔یہ سب چیزیں بھی بدعت کی اس تشریح کی بنا پر اس کے دائرے میں نہیں آئیں گی۔کیونکہ اگر چہ یہ عہد نبوی میں نہیں تھیں لیکن جب اہم دینی مقاصد کی تحصیل وتکمیل اور دینی احکام کی تعمیل کے لیے یہ ضروری اور ناگزیر ہو گئیں تو یہ شرعاً مطلوب اور مامور بہ ہوگئیں۔جس طرح وضو کرنا شریعت کا حکم ہے لیکن جب اس کے لیے پانی تلاش کرنا یا کنویں سے نکلنا ضروری ہو تو وہ بھی شرعاً واجب ہوگا۔دین وشریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی فرض وواجب کے ادا کرنے کے لیے جو کچھ کرنا ضروری اور ناگزیر ہو وہ بھی واجب ہے۔لہٰذا اس طرح کے سارے امور جن کا اوپر ذکر کیا گیا' بدعت کی اس تشریح کی بنا پر اس کے دائرے ہی میں نہیں آتے بلکہ یہ سب شرعی مطلوبات اور واجبات ہیں۔

بدعت کی یہی تشریح وتعریف صحیح ہے اور اس بنا پر بدعت ضلالت ہے جیسا کہ زیر تشریح حدیث میں فرمایا گیا ہے ''کل بدعة ضلالة'' (ہر بدعت گمراہی ہے)'' (معارف الحدیث۔جلد ہشتم' ص ۶۰،۶۱)

سید محمد معاویہ بخاری

سانحۂ نشتر پارک......ذمہ دار کون ہے؟

ایک دوسرے سے نفرت وعداوت رکھنا انسانی جبلت کا حصہ ہی سہی مگر کوئی شخص یا کوئی گروہ وحشت ودرندگی کی اس حد تک بھی جاسکتا ہے کہ احترامِ آدمیت کی تمام حدود پامال ہوتی چلی جائیں اور وہ اپنے ہی جیسے گوشت پوست کے انسانوں کا خون پینے لگے؟ یہ ہولناک عمل کسی جنگل کا رواج اور حیوانی ورثہ تو کہلاسکتا ہے لیکن اسے مہذب انسانی معاشرے کا چلن ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ جنگل کا ہی قانون ہے، جہاں درندے بے ضرر اور کمزوروں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں جبکہ تہذیب وتمدن کا موجد کہلانے والا انسان ایسے بے رحم رویے کو حیوانی جبلت سے موسوم کرکے خود کو سربلند رکھنے اور فخر وامتیاز کی دستار سجانے کی کوشش کرتا ہے مگر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انسان نے بھی شقاوت وبے رحمی کے اوزاروں سے اپنے بھائی بندوں کے جسم نوچ ڈالے ہیں؟ کیا عبادت گاہوں، اجتماعی مجلسوں، بھرے بازاروں اور بارونق چوراہوں میں بکھرے ہوئے، کٹے جلے بے شناخت وجود اور تباہی وبربادی کے ہولناک مناظر یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں کہ جنگلی درندوں کی معروف وحشت مآبی سفاک انسانوں سے مات کھا گئی ہے۔

کم از کم ۱۲ ربیع الاوّل کے دن کراچی کے نشتر پارک میں رونما ہونے والا سانحہ تو یہی ثابت کررہا ہے کہ شرف آدمیت جو انسانوں کا ہی طرۂ امتیاز تھا، وہ اس سے محروم ہوچکے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل کے دن نشتر پارک میں ہونے والا اجتماع جو فخر انسانیت رسول اللہ ﷺ کی یاد میں منعقد کیا گیا تھا۔ سفاکوں نے اسے مقتل بناڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ہماری ملکی تاریخ کا بدترین سانحہ تھا جس میں کم وبیش ۶۰ افراد جاں بحق اور ۸۰ کے قریب زخمی ہوگئے۔ آج اس المیے کو بیتے کئی روز گزر چکے ہیں لیکن پورے ملک میں پھیلی سوگواری کم نہیں ہوسکی ہے۔ خوف ودہشت کا آسیب ہے جس نے پوری قوم کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ ملکی سلامتی کے ذمہ داروں نے اس واقعہ کے حوالہ سے گو کہ اپنی تحقیقات کا آغاز کردیا ہے اور سانحہ کے اسباب ومحرکات جاننے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لہٰذا اس وقت تک کوئی حتمی رائے اور یقینی بات نہیں کہی جاسکتی۔ جب تک کہ تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوکر اصل ذمہ داروں تک نہیں پہنچ جاتا۔

کراچی شہر میں ایک عرصہ سے مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات کا قتل عام ہورہا ہے۔ مدیر ہفت روزہ ''تکبیر'' جناب محمد صلاح الدین، حکیم محمد سعید، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور ان کے رفقاء مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا عتیق الرحمٰن اور ان کے ساتھی اور نہ جانے کتنے معروف ومحبوب لوگ تھے جو گزشتہ برسوں کے دوران دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ اسی طرح مختلف مکاتبِ فکر کی عبادت گاہیں بھی مشقِ ستم کا نشانہ بنیں اور ان میں ہونے والے بم دھماکوں میں بھی سینکڑوں بے گناہوں کا خون بے رحمی سے بہایا گیا۔ ہر واقعہ کے بعد تحقیقاتی ایجنسیاں سرگرم ہوئیں۔ نگران کمیٹیاں بھی بنیں مگر بات کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکی۔

البتہ اگر کچھ ہوا تو صرف یہ کہ نادیدہ قوتوں نے تحقیقات کا رخ بڑی مہارت سے ایک خاص سمت کو

موڑ دیا۔۱۲ ربیع الاوّل کے سانحہ سے چند روز قبل کراچی کے ایک مذہبی رہنما پر بھی حملہ ہوا تھا۔جس میں ان کا بیٹا اور محافظ زخمی ہو گئے تھے۔اس واقعہ کے بعد ملک بھر کے سنجیدہ حلقوں نے تشویش ظاہر کرتے ہوئے حکومت کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی تھی کہ ملک دشمن عناصر ایک بار پھر فرقہ وارانہ فسادات کی سازشیں کر رہے ہیں لیکن شاید اعلیٰ سطح پر کہیں بھی اس کا نوٹس نہیں لیا گیا۔اس کے بعد دعوتِ اسلامی کراچی کے زیر اہتمام منعقدہ خواتین کے اجتماع میں ۳۰ سے زائد خواتین اور معصوم بچے سمجھ نہ آنے والی بھگدڑ کا نشانہ بن جاتے ہیں لیکن یہ واقعہ بھی اتفاقی حادثہ قرار پایا جبکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو نشتر پارک میں سنی تحریک کی پوری قیادت کو خون میں نہلا دیا گیا۔حاجی حنیف بلور، حافظ محمد تقی، مولانا عباس قادری، افتخار بھٹی، اکرم قادری، ڈاکٹر عبدالقدیر عباسی، جامعہ امجدیہ کے شیخ الحدیث مفتی افتخار احمد سمیت ۱۵ سرکردہ مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیات دہشت گردوں کا مرکزی ہدف تھیں۔میڈیا پر جاری ہونے والی ابتدائی اطلاعات کے مطابق صوبائی وزیر داخلہ رؤف صدیقی نے ۱۲ ربیع الاوّل کے روز ہونے والے اجتماعات کے پیش نظر ریڈ الرٹ کا اعلان کیا تھا۔گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کے بقول انہوں نے شہر بھر میں ہونے والی تقریبات کو پر امن اور محفوظ بنانے کے لیے سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کیے جانے کے احکامات جاری کیے تھے۔صوبائی وزیر داخلہ نے پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ نشتر پارک میں اجتماع کے لیے بنائے گئے اسٹیج کو مکمل سیکورٹی کلیئرنس کے بعد ہی جلسہ کی انتظامیہ کے سپرد کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود نہ صرف بم دھماکہ ہو گیا بلکہ ملکی تاریخ میں ہونے والی سابقہ خونریزی اور جانی نقصان کا ریکارڈ بھی ٹوٹ گیا۔

اس سانحہ کے اثرات بہت شدید اور مہلک ثابت ہو سکتے تھے لیکن دینی رہنماؤں کی اعلیٰ ظرفی، جذبۂ حب الوطنی اور باہمی اتفاق واتحاد بہر قیمت بحال رکھنے کے عزم اور صبر وتحمل کی اپیل نے حالات کو سنگین نوعیت سے بچا لیا ہے۔اس دانشمندانہ طرز عمل نے ملک کے دینی طبقات کو نہ صرف باہمی تصادم سے محفوظ رکھا ہے بلکہ دائرہ انسانیت سے خارج شر پسند اور دہشت گرد عناصر کے مذموم عزائم کو بھی پوری طرح ناکام بنا دیا ہے۔دوسری طرف ملک وقوم کے ہمدرد اور امن خواہ لوگ سوال بھی کر رہے ہیں کہ چند روزہ عارضی سکوت کے بعد ملک کی فضائیں دھماکوں سے کیوں لرز اٹھتی ہیں؟ حفاظتی انتظامات مکمل اور فول پروف ہونے کے دعوؤں کے باوجود تخریب کار کیسے کامیاب ہو جاتے ہیں؟ بارود اور کٹے جلے انسانی اعضاء کی بو سے تسکین پانے والے خونخوار عفریت کسی شکنجے میں کیوں نہیں آتے؟ باہمی اتحاد واتفاق کی مبارک کوششوں کو افتراق اور انتشار کے جال میں کون الجھا دیتا ہے؟ الیکٹرانک میڈیا پر نشر ہونے والے مختلف پروگراموں کے شرکاء اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ سانحۂ نشتر پارک کسی مسلکی منافرت یا فرقہ وارانہ چپقلش کا شاخسانہ نہیں تھا۔علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا مفتی منیب الرحمٰن جیسی ممتاز شخصیات نے برملا کہا ہے کہ یہ واقعہ اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ اور ملک کا امن تباہ کرنے کی گھناؤنی سازش تھی۔سُنی تحریک کے نومنتخب عہدیداران نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں اس تاثر کو غلط قرار دیا ہے کہ کوئی فرقہ وارانہ مسلک مخالف کارروائی تھی۔

سانحہ نشتر پارک کے حوالہ سے بعض قومی اخبارات وجرائد میں تجزیہ نگاروں نے صدر پرویز مشرف، وزیر اعظم شوکت عزیز اور وفاقی وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیر پاؤ کو توجہ دلائی ہے کہ جہاں انہوں نے اعلیٰ سطحی ٹیموں کو غیر جانبدارانہ

تحقیقات کا حکم دیا ہے وہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ سانحہ میں سنی تحریک کی پوری قیادت ختم ہوئی ہے، جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ دہشت گردوں کا اصل ٹارگٹ سنی تحریک کے مرکزی قائدین ہی تھے۔ سنی تحریک کے رہنماؤں نے بھی اسی حوالہ سے اپنی پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ ہمارے مرکزی قائدین کو دھمکی آمیز فون اور دیگر ذرائع سے ایسے پیغامات مل رہے تھے جن میں واضح طور پر کہا جا رہا تھا کہ ان کی جان کو خطرہ ہے۔ سنی تحریک نے اس صورت حال کے بارے میں حکومت سندھ کو مطلع بھی کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود ان کے لیے ضروری اقدامات نہیں کیے گئے تھے۔ ذرائع ابلاغ تمام مذہبی ، سیاسی اور سماجی جماعتوں، تنظیموں کا مشترکہ مطالبہ دہرا رہے ہیں کہ سندھ حکومت کو سانحۂ نشتر پارک کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ کیونکہ سیکورٹی انتظامات حکومتی دعووں کے برعکس انتہائی ناقص ثابت ہوئے۔ جائے حادثہ پر کوئی سیکورٹی اہلکار تعینات نہیں تھا بلکہ دھماکوں سے دو گھنٹے بعد ان کی آمد ہوئی۔ اس دوران مواصلاتی نظام بھی معطل رہا، لوگ اپنے موبائل فونز اور دوسرے ٹیلی فونز سے مختلف ویلفیئر اداروں کو فوری امداد اور ایمبولینس سروس طلب کرنے کے لیے فون کرتے رہے مگر کوئی رابطہ نہ ہو سکا آخر ایسا کیوں ہوا؟ کیا سازش اتنی مربوط و منظّم تھی کہ تحفظ و امداد کا ہر وسیلہ و رابطہ متأثرہ جگہ سے دور یا منقطع کر دیا گیا تھا؟ حکومتی سطح پر تحقیقات ہو رہی ہیں اور اعلیٰ سرکاری حکام اپنے ابتدائی محتاط مؤقف و اعلانات کے برعکس اب پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ بم دھماکہ خودکش حملہ آور نے کیا تھا اور یہ بمبار شخص نماز کے دوران اسٹیج کے عین سامنے بنائی گئی صفوں میں سے دوسری صف میں کھڑا تھا، مگر حکومتی نمائندوں کے برعکس جو لوگ زخم خوردہ اور اس سانحہ کے عینی گواہ ہیں ان کا مؤقف بالکل مختلف ہے۔

وہ حکومتی ذرائع کی تیار کردہ خودکش حملہ کی ٹیکنیکل تھیوری سے متفق نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک خودکش حملہ کی تھیوری کئی نقائص کی حامل ہے اور اس کے پیش کرنے کا مقصد تفتیش کے دائرہ کار کو محدود کرنا ہے۔ خودکش حملہ آور کے خدشے کو حتمی اور یقینی بات ثابت کرنے کے لیے سندھ میں حکمران جماعت کے ترجمان مختلف توجیہات پیش کر رہے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ اس حملے کی کڑیاں براستہ وزیرستان کالعدم تنظیموں تک پہنچتی ہیں۔ میڈیائی مذاکروں میں ہونے والی گفتگو بتدریج ایک سرد جنگ کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ الزامات و نقائص اور ذاتی و جماعتی کوتاہیوں کی نشاندہی پر زور انداز میں اس طرح کی جانے لگی ہے کہ اصل موضوع اور حساس معاملہ کی اہمیت نظر انداز ہوتی نظر آ رہی ہے لیکن جن کے گھر ویران ہوئے ہیں، جن کے بیٹے ، بھائی ، باپ جدا ہوئے ہیں اور جن کے سہاگ اجڑ گئے ہیں، انہیں ایسے بے لاگ تبصروں، میڈیائی مباحثوں اور مذاکروں سے کوئی سروکار نہیں۔ انہیں تو بس اتنا معلوم ہے کہ ان کی دنیا اندھیر ہو گئی ہے۔ جنہیں دیکھ کر زندہ رہنے کا حوصلہ ملتا تھا وہ آغوشِ لحد میں سما چکے ہیں۔ ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ مجرم جو بھی ہو اسے قرار واقعی سزا بہرحال ملنی چاہیے۔ ان کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے اور آئندہ کے لیے سب کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات ہونے چاہئیں۔ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے اب اور سہاگنوں کے سہاگ نہ اجڑیں، اب کسی اور کے بچے یتیم نہ ہوں، اب کسی اور بے قرار ماں کی آہ و بکا سنائی نہ دے۔ (آمین یا ربّ العالمین)

مولانا محمد عیسیٰ منصوری
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات

اسلام اور قرآن کا مطلوب سٹیٹ ہے یا انسانی بہبود کے لیے سرگرم معاشرہ؟ یہ اس وقت دنیائے فکر و فلسفے کا سب سے بڑا سوال ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں نصب العین کا ذہن و فکر، جہد وسعی اور نتائج بالکل مختلف اور جداگانہ ہیں۔ نزول قرآن کے بعد تقریباً ۱۳سو سال تک کبھی یہ سوال پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ سوال گزشتہ صدی کے اوائل میں دنیا پر مغرب کے عالمی اقتدار سیاسی غلبہ اور فکر و فلسفے کے غلبے کی دین ہے۔ اس سے پہلے مسلم معاشرہ ہر دور میں قرآن وسنت اور سیرتِ نبوی سے غذا و طاقت اور ہدایت و رہنمائی حاصل کر کے بنی نوع انسان کی فلاح و بھلائی کے نصب العین کی طرف رواں دواں رہا۔ مسلمانوں کے سیاسی عروج و زوال اور عسکری فتح و شکست سے قطع نظر مسلم معاشرے کی اندرونی توانائی و طاقت اُس کے خیر امت ہونے میں پنہاں تھی۔ اس کے خمیر میں ایسی قوت و توانائی رکھ دی گئی تھی جو اسے انسانیت کی بہبود کے لیے جدوجہد میں مصروف رکھتی تھی اور معاشرے کی یہ اندرونی طاقت' سیاسی و عسکری شکست و زوال کا فی الفور مداوا کر کے انہیں دوبارہ کارگاہِ حیات میں انسانیت کی رہنمائی و بہبود کی راہ پر گامزن کر دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور قرآن نے مسلم معاشرے میں ایسی روح و اسپرٹ پیدا کر دی تھی جو دنیوی نفع و ضرر سے بے نیاز ہو کر پوری انسانیت کی سرفرازی، برتری اور نفع کے لیے سرگرم رکھتی تھی۔

قرآن حکیم نے مسلم معاشرے کو خالق کی وحدت اور انسانی اخوت و مساوات کے عقیدے پر استوار کیا تھا۔ قرآن مجید کی چھے ہزار چھے سو آیات میں سے ایک آیت بھی کسی خاص ملک، قوم، نسل یا عرب و عجم سے خطاب نہیں کرتی۔ بلکہ نوعِ انسانی سے خطاب کرتی ہے۔ قرآن کا نقطۂ نظر قبائلی نہیں بلکہ عالمی اور آج کے الفاظ میں گلوبل ویلج کا حامل ہے۔ وہ پوری انسانیت کی بہبود و فلاح کی دعوت دیتا ہے اور اس کا مقصد ایک ایسا معاشرہ برپا کرنا ہے جو کسی قوم و نسل کے بجائے پوری انسانیت کے نفع و بہتری کے لیے ہو۔ قرآن کے نزدیک مسلم معاشرہ اسی وقت صحیح معاشرہ ہو گا جب وہ پوری نوعِ انسانی کی بھلائی و بہتری کے لیے سرگرم عمل ہو۔ قرآن کے نزدیک مسلمان خیر امت یعنی بہترین گروہ اس لیے ہیں کہ وہ نوعِ انسانی کی بہبود و نفع کے لیے مہیا کیے گئے ہیں۔ وہ انسانی سوسائٹی میں معروفات یعنی اچھائیاں اور بھلائی عام کرتے ہیں اور منکرات برائیوں اور ضرر سے بچاتے ہیں اور یہ سب کام کسی دنیوی مفاد و غرض کے لیے نہیں بلکہ محض خالق کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں۔ یہی چیز مسلم معاشرے کی توانائی و زندگی تھی جو اس کے ہر زخم کو مندمل اور ہر شکست کا مداوا کرتی رہتی تھی۔ نزول قرآن کے وقت سے تقریباً بارہ سو سال تک مسلم معاشرہ خدا کے مستحکم تعلق اور بنی آدم کے ساتھ بھلائی میں خدا کی خوشنودی کی بنیاد پر قائم رہا۔ ہر معاشرے کی طرح اچھے برے لوگ یہاں بھی تھے۔ باہم خونریزیاں بھی چلتی رہتی

تھیں۔اقتدار و مسائل کے لیے رسہ کشی اور لذات و شہوات کے لیے تگ ودو بھی جاری رہتی۔مگر مجموعی طور پر مسلم معاشرہ اللہ ورسول کے مستحکم رشتے و تعلق اور نوعِ انسانی کی وحدت و بہبودی کے دو پہیوں پر آگے بڑھتا رہا۔یہ معاشرہ انسانیت کی بہبودی و خدمت کے لیے ہر قسم کے علوم وفنون ،ایجادات و اختراعات ،ادارے اور شعبے اور افراد مہیا کرتا رہا۔حتیٰ کہ بنی امیہ کے زوال کے وقت جب ایک ایک عربی بولنے والے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا جا رہا تھا۔ان حالات میں بھی احادیث اور دیگر اسلامی علوم کی تدوین بھی ہو رہی تھی۔اجتہاد بھی ہو رہا تھا اور مسلم سکالر انسانیت کی بہتری کے لیے نئے نئے علوم وفنون اور نئی نئی ایجادات و تجربے بھی کر رہے تھے۔اسپین میں مسلم حکومتیں اکثر باہمی طور پر برسرپیکار اور خانہ جنگی میں مبتلا رہیں مگر مسلم معاشرہ برابر اپنا کام کرتا رہا۔طبیعات و سائنس ،کیمسٹری و طب ،ارضیات و فلکیات ،تاریخ ،جغرافیہ اور انسانیت کو نفع پہنچانے والے علوم وفنون اور نئی نئی تخلیقات و تجربات جاری رہے۔اسپین کا مسلم معاشرہ اپنے باہمی خلفشار کے باوجود پورے یورپ کی علمی ،تحقیقی و تخلیقی پیاس بجھا رہا تھا اور اسے سائنسی تجربات اور طب و کیمسٹری اور نئے نئے علوم وفنون سے مالا مال کرتا رہا ۔معاشرے کی یہی اندرونی روح و طاقت اُسے ہر دور میں انسانی بہبود کے لیے ہر وقت متحرک رکھتی تھی۔بقول سر آرنلڈ کے جب کبھی مسلمانوں کی تلوار نے شکست کھائی تو معاشرے میں پنہاں روح و توانائی نے بہت جلد اس شکست کو فتح میں بدل دیا ۔تاتاری جیسے سفاک اور جابر دشمن سے شکست فاش کے بعد ایسا لگتا تھا کہ اب اسلام کا دام واپسیں ہے مگر چند ہی سالوں میں معاشرے کی اندرونی طاقت نے تاتاریوں کو حلقۂ بگوش اسلام کر دیا۔مسلم معاشرے کی یہ قوت و روح ہر دور میں برقرار رہی۔تا آنکہ مغرب کے مکار و عیار دشمن نے مسلم معاشرے کی اس اندرونی توانائی و قوت ہی کو ڈائنامیٹ کر دیا۔وہ نقب لگا کر اس میں پنہاں انسانی بہبود کے جوہر سمندر کو زہر آلود کر دیا اور مسلم معاشرے کو خود غرضی ،نفس پرستی ،حرص و آز خواہشات و شہوات اور فلسفۂ لذت و ہوس پرستی کے حیوانی و شیطانی خطوط پر استوار کر دیا۔جس کی وجہ سے مسلم معاشرے کی روح نکل گئی اور اصل بنیاد منہدم ہوگئی۔معاشرے سے انسانیت کی بہبودی کی فکر و جذبہ نکلنے سے معاشرہ بے جان لاشہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ دو تین سو سال میں مسلم معاشرے نے انسانیت کی بہبودی کے لیے نہ کوئی علم ایجاد کیا نہ سائنسی تجربہ کیا۔اس کے بعد مسلمانوں نے جہاں کہیں عسکری و سیاسی شکست کھائی تو پھر اس شکست کا کوئی مداوا نہیں ہو سکا کیونکہ معاشرے کی روح اور زندگی نکل چکی تھی۔اب ایک شکست دوسری کی اور دوسری شکست تیسری کی راہ ہموار کرتی رہی۔اس پے در پے شکست و ریخت کے ماحول میں بیسویں صدی کے کچھ ملت کا درد رکھنے والے مفکرین نے جب دیکھا کہ پوری دنیا کا مسلم معاشرہ مغرب کی یلغار کے سامنے ہمہ جہتی شکست و ریخت سے دوچار ہے۔ایک طرف کمیونزم کے فلسفے کی دوسری طرف مغربی فکر و فلسفے اور تمدن و کلچر کی یلغار کے سامنے مسلم معاشرہ دن بدن سپر انداز ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے فکری و نظریاتی طور پر کمیونزم کے فلسفے اور مغربی نظریات و تمدن کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی۔علمی طور پر کمیونزم کے فلسفے کا پوسٹ مارٹم کیا اور مغربی نظریات پر یلغار کر دی اور ان دونوں کا نوعِ انسانی کے بجائے محض مغرب کے طبقۂ امراء و اشراف کے مفادات

اور اقتدار کا ذریعہ ثابت کیا۔ مگر مسلم معاشرے کی اندرونی طاقت وروح نکلنے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا۔ اس کا تنزل وزوال تیز ہوتا رہا اور مغرب کے خونی پنجے اور گرفت مزید مضبوط ہوتی رہی۔ ان حالات میں مسلم مفکرین کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کمیونزم کے نظریئے اور مغربی تمدن وکلچر کے نقوش کا اصل سبب اُن کی پشت پر عظیم الشان سٹیٹ کا ہونا ہے۔ ایک کی پشت پر ایشین امپائر ہے تو دوسرے کی برٹش ویورپی ایمپائر اور مسلم اسٹیٹ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر رہی تھی جو بالآخر ۱۹۲۴ء میں اختتام کو پہنچ گئی۔ ان مایوسی کے حالات میں تاریخ میں پہلی بار بیسویں صدی میں بعض اسلامی مفکرین نے اسلامی اسٹیٹ کے قیام کو قرآن اور اسلام کا نصب العین قرار دے کر پورے قرآن واسلام کو اس فکری محور کے گرد اس طرح سے گھمایا کہ قرآن کی ایک بالکل نئی تعبیر سامنے آئی۔ جسے بجا طور پر ایک سیاسی تعبیر کہا جا سکتا ہے۔ مسلم نوجوانوں کی آنکھوں میں ہزار بارہ سوسالہ اسلامی امپائر کی شان وشوکت کا نقشہ اور کانوں میں مسلم سٹیٹ کی عظمت وبالا دستی کی پر شکوہ داستانیں گونج رہی تھیں۔ انہوں نے اسلام کی اس نئی تعبیر کو اپنے درد کا درمان اور عظمتِ رفتہ کے حصول کا واحد طریقہ جانا۔ چنانچہ مسلم نوجوانوں خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں نے جوق در جوق ان مفکرین کی آواز پر لبیک کہہ کر اسلامی اسٹیٹ کے قیام کے حصول کو مقصدِ حیات بنالیا۔ اس نئے نصب العین کی خاطر ان مفکرین کو اسلام کی پوری ترتیب بدلنی پڑی۔ یعنی عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور سیاست کی ترتیب کو برعکس کر کے اوپر سے یعنی سیاست سے شروع کرنا پڑا۔ اور اس تعبیر کے لیے انسان اور خدا کے گہرے عبدیت کے رشتہ وتعلق کو حاکم ومحکوم کا رسمی رشتہ قرار دینا پڑا۔ جبکہ لفظ اللہ کے لغوی معنی ہی اس ہستی کے ہیں جس سے ٹوٹ کر بے انتہا محبت کی جائے۔ جسے قرآن نے **والذین آمنوا اشد حبًّا اللّٰہ** سے تعبیر کیا۔ یاد رہے بیسویں صدی کے ان عظیم مفکرین جن میں شیخ حسن البنا، سید قطب، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور فلسطین کے شیخ تقی الدین وغیرہ شامل ہیں' نے اپنے کام کی ابتداء معاشرے کی اصلاح وتربیت اور اس کی توانائی وروح کی بازیافت ہی سے شروع کی تھی اور چند سال میں اس کام کے نہایت مفید نتائج سامنے آئے۔ باصلاحیت مخلص تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک ٹیم وجود میں آ گئی۔ مگر حالات کے دباؤ، کام کی کٹھنائی اور دیر طلب ہونے اور مغرب کے طاغوتی طاقتوں کے ظلم وستم کی آندھیوں اور ان کے پوری دنیا پر تسلط وغلبے کے حالات نے ان مفکرین کو مختصر راستہ (شارٹ کٹ) پر ڈال دیا پھر ان جماعتوں اور فکر سے وابستہ بعض افراد نے جب دیکھا کہ یہ نصب العین (اسٹیٹ کا قیام) دنیا کے مروجہ معروف اور متداول طریقوں سے حاصل نہیں ہو پا رہا تو انہوں نے جلد بازی میں انتہا پسندی کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ اخوان میں سے جماعت الہجرہ وتکفیر (جس سے احمد الظواہری اور صدر سادات کے قاتل خالد کا تعلق تھا) اور جماعتِ اسلامی جیسی انتہا پسندانہ نظریات رکھنے والی جماعتیں وجود میں آئیں۔ اگر چہ بعد میں اخوان المسلمین اور جماعت اسلامی نے ان سے باضابطہ طور پر اظہار لاتعلقی کیا مگر یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ یہ تنظیمیں اسی نصب العین یعنی اسلامی سٹیٹ کے جلد حصول کی خواہش میں پیدا ہوئیں اور یہ لوگ دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنمائی وبدنامی کا اور انسانیت کو اسلام سے وحشت زدہ کرنے کا سبب بنیں۔

جب ہم سٹیٹ کے قیام کے نصب العین کے لیے قرآن وسنت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کی طرف

رجوع کرتے ہیں تو قرآن کی ایک آیت بھی براہِ راست ہم سے اسٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتی۔ اور نہ کوئی واضح حدیث ہمیں اس کام کا مکلّف بناتی ہے۔ البتہ قرآن نے ایمان وعمل صالح پر استخلاف فی الارض کا وعدہ ضرور کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ جب اہل ایمان کو اقتدار ملتا ہے تو وہ نماز، زکوٰۃ کو قائم کرتے ہیں۔ معروفات کو پھیلاتے اور منکرات سے روکتے ہیں اور یہ بھی کہ اہل ایمان اقتدار یعنی حکومت کے ملنے کے بعد اگر اللہ ورسول کے احکامات کے مطابق فیصلے نہ کریں تو قرآن انہیں ظالم، فاسق بلکہ کافر تک قرار دیتا ہے۔ قرآن نے تین انبیاء سابقین حضرت یوسف، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کا تذکرہ صاحبانِ اقتدار کے طور پر کیا۔ وہیں واضح طور پر یہ بتادیا کہ یہ اقتدار اُن کی کسی کوشش کے بغیر محض اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا تھا۔ جائے غور ہے جو قرآن سینکڑوں جگہ پر پیرائے اور اسلوب بدل بدل کر نماز، روزہ اللہ کی راہ میں جان ومال کے خرچ، تقویٰ، احسان، صبر اور دیگر اوصاف واعمال کی تلقین کرتا اور تاکیدی حکم سے بیان کرتا ہے اور انہیں ایک مسلمان کا مقصود ومطلوب قرار دیتا ہے۔ وہ ایک جگہ بھی واضح طور پر اسلامی سٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اسی طرح ہزار ہا احادیث میں ایک حدیث بھی واضح طور پر اسٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ اس کے برعکس نفسانیت اور شر وفساد کے دور میں بہت سی احادیث اقتدار اور حکومت کے جھمیلوں سے یکسو ہوکر اللہ ورسول کی اطاعت، عبادات واعمال اور معاشرے کی تعمیر میں لگ جانے کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور قرب قیامت میں جب معاشرہ فساد کی انتہا کو پہنچ کر خیر کو قبول کرنے کی استعداد کھودے گا' اُس وقت معاشرے کی فکر کے بجائے اپنی ذات کو اللہ ورسول کے حکم اور ذکر وعبادت پر جمانے کی ہدایت کرتی ہے۔ یہ بات بھی جائے غور ہے کہ اسلام کے ۱۴سو سالہ دور میں کسی صحابی، تابعی، مجتہد، محدث، عالم یا فقیہہ اور بزرگ وولی نے قرآن وسنت اور سیرت سے اسلام کا نصب العین اسٹیٹ کا قیام نہیں سمجھا۔ جس پر بیسویں صدی کے بعض مفکرین نے لٹریچر کے ڈھیر لگادیئے۔ ہمارے نزدیک اسلام جیسے واضح نصب العین رکھنے والے مذہب کے متعلق یہ تصور ہی ناقابل فہم اور گمراہ کن ہے کہ اس کے صحیح حقیقت ومعانی یا نصب العین بیسویں صدی تک پردہ اخفا میں رہا۔

اگر اسلام پوری انسانیت کا مذہب ہے اور قرآن ھدی للناس اور بَلٰغٌ اللناس یعنی تمام انسانیت کے لیے پیغام ہے اور پیغمبرِ اسلام کافۃً للناس بشیرونذیراً ہیں اور ساری نوعِ انسانی آپ کی امت دعوت ہیں تو جس طرح ایک تاجر اپنا مال بیچنے کی خاطر بعض اوقات خریدار کی طرف سے ناگوار باتوں کو بھی برداشت کرلیتا ہے تو اسی طرح داعی کو مدعو کے رویے سے صرف نظر کرکے اور صبر وتحمل کا دامن تھام کر پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ یہی کام مسلم معاشرہ ہر دور میں خاموشی سے کرتا رہا۔ حتیٰ کہ برصغیر میں مسلم اسٹیٹ کے اختتام کے وقت مسلم آبادی کا تناسب بمشکل دس فیصد رہا ہوگا جو ایک صدی بعد کل آبادی کی ایک تہائی کے قریب جا پہنچا۔ اگر حالات نارمل رہتے اور معاشرہ اپنا کام کرتا رہتا تو قیاس کہتا ہے کہ مزید ایک صدی میں برصغیر کے مسلمانوں کو واضح اکثریت بن جانے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی مگر دعوتی کام کے بجائے سیاسی ذہن وفکر اور اقتدار کی خواہش نے برصغیر کے معاشرے میں منافرت، دوری اور تلخی گھول کر اسلام کے سمجھنے کے امکانات ختم نہیں تو نہایت محدود کردیئے۔

ہمارے نزدیک اسلام جیسے آفاقی اور پوری انسانیت کے لیے پیغام رکھنے والے مذہب کو اسٹیٹ کی تنگنائیوں میں بند کرنا ہی ناقابل فہم ہے۔جس دین کی تعریف خود پیغمبر اسلام ﷺ نے النصیحۃ یعنی خیر خواہی کے لفظ سے کی ہو کہ یہ اللہ ورسول مسلمانوں اور پوری انسانیت کے لیے بھلائی اور خیر خواہی ہے۔اس کا اوّلین تقاضا انسانیت کے درمیان ہر قسم کی غلط فہمیوں کو ختم کر کے ان کو پیغام سننے کے مواقع مہیا کرنا ہونا چاہیے جبکہ اسٹیٹ اور اقتدار کا لفظ ہی اقوام عالم کے درمیان تناؤ ،فاصلے اور بدگمانی کے ڈھیر لگا دیتا ہے۔اگر اسلام کا نصب العین کسی اسٹیٹ کا قیام ہوتا تو اسے مدینہ کی سٹیٹ کے اندر ہی بندرہ جانا چاہیے تھا۔اور مسلمانوں کی اسلامی اسٹیٹ چھوڑ کر برصغیر، چین،انڈونیشیا اور دنیا بھر میں تگ ودو بے معنی ہو جاتی ہے۔برصغیر میں موجود تقریباً پچاس کروڑ مسلمانوں میں فی ہزار نوسو ننانوے وہاں کی مقامی آبادی ہے یہی حال دنیا بھر کے مسلم معاشرے کا ہے۔یہ سب سے بڑی شہادت اور دلیل ہے جو قائداعظم اور علامہ اقبال کے نظریئے پر سوالیہ نشان بنا دیتی ہے۔کیونکہ اسلام انسانیت کا مذہب ہے نہ کہ قبائلی مذہب جو کسی جغرافیے کی تنگنائیوں میں محدود ہو کر رہ جائے۔

آبادی کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا ملک انڈونیشیا کسی فوج یا اسٹیٹ کے بغیر مسلم ملک بنا اور دوسرا بڑا ملک بنگلہ دیش مسلم سٹیٹ کے دور میں نہیں بلکہ برٹش امپائر کے عین دورِ شباب میں مسلم اکثریت کا خطہ بنا۔اسلام اپنی اشاعت میں کبھی اسٹیٹ کا مرہون منت نہیں رہا۔دنیا میں مسلم سٹیٹس بنتی ،بگڑتی رہیں۔اس سے اسلام کی رفتار پر کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ وہ اپنی اندورنی توانائی وسپرٹ سے برابر نئی نئی فتوحات حاصل کرتا رہا کیونکہ

نشۂ مئے کو تعلق نہیں پیمانے سے

برصغیر میں اسلام کا نام استعمال کر کے ۵۸ سال پہلے ایک اسٹیٹ ضرور وجود میں آئی مگر اسلام کبھی اسلام آباد کے ائیر پورٹ پر نہیں اتر سکا اور نہ مستقبل میں کبھی اتر سکنے کا امکان نظر آتا ہے۔اسلام تو خیر بہت بڑی چیز ہے۔اگر اگلے ۵۸ سال میں صحیح معنی میں ڈیموکریسی اور سوشل جسٹس (سماجی انصاف) ہی آ جائے تو ہم اسے نظریے کی کامیابی سمجھیں گے مگر اس کا بھی دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آتا۔اگر غور کیا جائے تو مسلمانوں کی سوچ وفکر کا رخ انسانی بہبودی اور معاشرے کی تعمیر کے بجائے اسٹیٹ کی اور حصولِ اقتدار کی طرف مڑ جانا ہی موجودہ پریشانیوں کا بنیادی واصل سبب ہے۔مثلاً امریکہ میں مسلمان تیزی سے اپنے قدم جماتے جا رہے تھے اور عددی اعتبار سے دوسری بڑی کمیونٹی بن چکے تھے۔مسلم معاشرہ خاموشی سے اپنا کام کر رہا تھا کہ مسٹر بش کے پہلے الیکشن کے موقع پر مسلمانوں نے اپنی سیاسی طاقت کا مظاہرہ کر دیا جس پر صیہونی طاقتوں کے کان کھڑے ہوگئے۔جن کا عرصے سے امریکہ ومغرب پر ہمہ جہتی اقتدار قائم ہے کہ مسلمانوں کی یہ جرأت کہ ہماری حدود میں دخل دیں۔یہاں یہ طے کرنا کہ اقتدار پر کوئی فائز ہونا صرف ہمارا حق ہے اور اس کے بعد نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا اور امریکہ میں مسلمانوں کا وہ حشر کیا گیا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔

مسلم معاشرے کی اندرونی روح وتوانائی کے خاتمے کا سب سے بڑا سبب تو خود اہل دین کا عقائد وفقہی مسالک کے جھگڑوں میں مشغول ہو کر انسانیت کے تئیں اپنے فریضے سے غافل ہو جانا ہے۔صدیوں سے مذہبی طبقے کا دائرہ کار عقائد

وعبادات اور نیک بننے کی مشق رہ گیا ہے۔اُن کے پاس انسانیت کی بہبودی کے لیے سوچنے کی فرصت نہیں رہی دوسرا سبب مغربی اقوام بالخصوص برطانیہ،فرانس کا سیاسی،علمی فکری غلبہ ہے۔ برطانیہ نے برصغیر میں اپنے نظام تعلیم افکار ونظریات اور تمدن وکلچر کے ذریعے ایک ایسی نسل پیدا کردی جن کی نشو ونما، خواہشات،خودغرضی،نفس پرستی اور حیوانیت کے خصائص پر ہوئی۔ برصغیر میں برٹش امپائر پنجاب کی فوج، پولیس اور انٹیلی جنس کے بل بوتے پر قائم رہا۔اُس نے ایک طبقے کو ملک وملت سے غداری کے عوض زمینیں اور جاگیریں دے کر عوام پر تسلط وغلبہ بخشا۔جب برطانیہ نے محسوس کیا کہ اس کی پروردہ نسل اس کے منشاء کے مطابق اس خطے کو سنبھال سکتی ہے تو سیاسی اقتدار اس ٹولے کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ طبقہ گزشتہ ۵۸ سال سے بلاشرکت غیرے ملک کا مالک ومختار بنا ہوا ہے۔فوجی حکومت ہو یا جمہوری اصل اقتدار انہی مراعات یافتہ غدار خاندانوں کا رہا جو ہر دور میں ملک کے وسائل کو اپنی ذاتی جاگیر جان کر لوٹ کھسوٹ کرتے رہے۔بینکوں سے کروڑوں،اربوں روپے ہڑپ کر کے معاف کرواتے رہے۔قیمتی زمین کوڑیوں کے دام اپنے نام الاٹ کرواتے رہے۔ پاکستان کے حالیہ زلزلے میں بیرون ممالک کی امداد کا بڑا حصہ ہڑپ کر چکے ہیں۔زلزلے سے متاثرہ لاکھوں عورتیں، بچے، بوڑھے برفباری اور بارشوں کی مصیبت جھیل رہے ہیں اور یہ طبقہ بسنت کا جشن منا کر درجنوں معصوم بچوں کی گردنیں پتنگ کی ڈور سے کاٹ رہا ہے اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں شراب وشباب، رنگ ومستی میں مگن ہے۔ یہ اسلام اور قرآن کو اپنے لیے پیغام موت سمجھتا ہے۔مغرب نے تقریباً ہر ملک میں ایسا طبقہ پیدا کر کے اقتدار واختیارات اور ملک کی باگ ڈور اُس کے ہاتھ سونپ رکھی ہے جو امریکہ وبرطانیہ کے گورنر یا وائسرائے بن کر ان کے چشم ابرو کے اشارے پر کام کر رہا ہے۔غرض مسلم معاشرے کی تباہی کا اصل اور بنیادی سبب معاشرے کی روح کا نکل جانا ہے اور قرآن نے انسانی بہبود کے لیے جو اسپرٹ پیدا کی تھی اُس سے محروم ہو جانا ہے۔یہی مسلم مفکرین کے لیے وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے کہ اس جاں بلب معاشرے کی روح وتوانائی کس طرح لوٹے نہ کہ اقتدار دور حکومت کے گلیاروں تک علماء ومفکرین کی رسائی۔اوّل تو مغرب کی پروردہ نسل کبھی خدا اور سول پر ایمان رکھنے والوں کو اقتدار تک پہنچنے نہیں دے گی۔ یہ حقیقت دن بدن واضح ہوئی جارہی ہے کہ مغرب مسلم ممالک میں جمہوریت کے نام پر عراق وافغانستان کی طرح اپنے فرمانبردار اہلکاروں کی حکومت کا خواہاں ہے۔ بالفرض والمحال دینی جماعتیں اگر کسی مسلم ملک میں الیکشن کے ذریعے اوپر آ بھی گئیں تو عالمی طاقتوں نے جو گزشتہ کئی صدیوں سے صیہونی شیطانوں کی غلام وآلۂ کار بن چکی ہیں۔انہیں بے بس وبے اثر کرنے کے لیے دوسرا انتظام کر رکھا ہے۔ وہ یہ کہ دوسری جنگ عظیم کے فاتحین امریکہ، برطانیہ وغیرہ نے اپنی فتح کو دائمی بنانے اور پوری انسانیت پر نافذ ومسلط رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کو وجود بخشا اور یو این او کے ذریعے دنیائے انسانیت پر اپنا اقتدار مستحکم کرلیا۔ دنیا کے سارے ممالک بشمول مسلم ممالک کے یو این او کے آئین وچارٹر پر دستخط کر چکے ہیں کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں یو این او کا تیار کردہ آئین نافذ کریں گے اور اپنے ملکی وقومی آئین وقوانین کو بدل کر اس کے مطابق بنائیں گے۔

یو این او کا یہ دستور اور چارٹر مغربی طاقتوں کے مفادات، خواہشات اور تمدن کے مطابق اور آسمانی تعلیمات کے

متوازی بلکہ برعکس ہے۔مثلاً اس کی ایک دفعہ یہ ہے کہ بالغ عمر کے مرد عورت رنگ ونسل جغرافیہ اور مذہب کی تفریق کے بغیر شادی کرسکیں گے۔اب آپ کسی مسلمان لڑکی کو غیر مسلم سے شادی کرنے سے نہیں روک سکتے۔ایک دفعہ یہ ہے کہ کسی مجرم کو ایسی سزا نہیں دی جائے گی جس سے اس کی تذلیل ہو یا اسے اذیت ہو یعنی قرآن کے حدود و قصاص کے تمام قوانین یک لخت ختم۔ایک دفعہ یہ ہے کہ مرد و عورت ہر اعتبار سے مساوی ہوں گے۔اس سے قرآن کے تمام معاشرتی، عائلی قوانین ختم ہوجاتے ہیں۔مثلاً طلاق دینے کا حق جس طرح مرد کو ہے عورت کو بھی دینا ہوگا وغیرہ۔اس طرح قرآن کے وراثت کے تمام احکام منسوخ، لڑکے کے دو حصے لڑکی کا ایک حصہ نہیں بلکہ مساوی حق ہوگا۔چند سال پہلے مصر کی عدالت نے دو لڑکوں کو جنسی تعلق قائم کرنے کی وجہ سے سزا دی تھی۔اس پر حسنی مبارک کو یہ کہہ کر مغرب سے معافی مانگنا پڑی تھی کہ ابھی معاشرے میں قرآن کا کچھ (فرسودہ) اثر باقی ہے۔اس لیے یہ غلطی ہوئی ورنہ یہ ان ملزمین کا بنیادی حق ہے۔یو این او کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ طے کرے کہ کس ملک کو کتنی فوج رکھنی ہے اور کون سے اسلحہ بنانے ہیں اور کس ملک کو اعلیٰ ٹیکنالوجی نیوکلیر تعلیم کا حق حاصل ہے اور ہر ملک میں چیزوں کے دام بھی یہی مقرر کرے گی۔یو این او پہلے ہی طے کر چکی ہے کہ دنیا میں نیوکلیر پاور بننے کا حق صرف پانچ بڑی طاقتوں ہی کا ہے۔تاکہ مغرب کی دہشت پوری دنیا پر طاری رہے۔یہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک کا آئین و دستور، قوانین و ضابطے اور انسانی حقوق کی تعریف ہی یو این او ہی طے کرے گی۔غرض پوری دنیا پر اقوام متحدہ کے نام سے مغرب کا عالم اقتدار قائم ہو چکا ہے اور یو این او کا یہ حق بھی دنیا کے تمام ملک تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کے آئین، قوانین اور قراردادوں کی خلاف ورزی کرنے والی حکومتوں پر یو این او کو فوج کشی کر کے اُن حکومتوں کو ختم کرنے کا حق ہے۔جیسا کہ افغانستان میں ہو چکا ہے۔موجودہ حالات میں اقوام متحدہ کے قوانین و چارٹر کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت چین اور بھارت جیسے عظیم ملک بھی نہیں پاتے تو مسلم ممالک کس شمار میں ہیں۔یہ ہیں آج کی دنیا کے زمینی حقائق اب ان کو سامنے رکھ کر بتایئے اگر دینی جماعتیں کسی خطے یا ملک میں انتخابات کے ذریعے اقتدار تک پہنچ بھی گئیں تو وہ کیا کچھ کر پائیں گی اور کس طرح اسلام کا نفاذ کریں گی۔موجودہ حالات میں ہمارے پاس واحد آپشن (راستہ) یہی رہ جاتا ہے کہ قرآن و اسلام نے پوری انسانیت کی بہبودی کا جو پیغام اور پروگرام دیا ہے' اس سے دنیائے انسانیت کو روشناس کرائیں اور خود عملی نمونہ بن کر جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے دعوت کا امپائر قائم کر کے تمام انسانیت کو ان کی دنیا و آخرت کی سرخروئی و سرفرازی کی یقینی راہ کی طرف بلائیں۔نہ کہ اقتدار و سٹیٹ کے حصول کی دوڑ میں شامل ہو کر اقوامِ عالم کے حریف بن جائیں۔قرآن اور ہماری پوری تاریخ شاہد عدل ہے کہ جب کبھی معاشرہ و افراد پر ایمان و اسلام کا رنگ چڑھا تو خود بخود اسلامی سٹیٹ قائم ہوگئی۔پوری تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اسٹیٹ کے ذریعے معاشرہ و افراد میں ایمان و اسلام قائم ہوا ہو۔غرض وقت کا سب سے بڑا چیلنج اور بنیادی سوال ہے اسٹیٹ یا سوسائٹی؟ ہر مسلمان خاص طور پر مسلم مفکرین و زعماء اور قرآن و سنت کا علم رکھنے والوں کے لیے یہ سوال وقت کی سب سے بڑی آزمائش اور اُن کے فہم و بصیرت کا امتحان ہے۔اس سوال کا جواب یا فیصلہ امتِ مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کا مستقبل طے کرے گا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

احرار اور پاکستان

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات (۸؍جنوری ۱۹۴۲ء) سے کچھ عرصہ پہلے اپنی مشہور کتاب ''پاکستان اور چھوت'' میں صاف اور دوٹوک الفاظ میں ہندوؤں اور کانگریس کو وارننگ دی کہ اگر وہ معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کے ساتھ انسانی سلوک روا نہیں رکھیں گے تو قیامِ پاکستان کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گی کیونکہ مسلمان ذلّت کی زندگی کو گوارہ کرنے کے لیے کسی طور بھی تیار نہیں ہیں۔ مسلمان، ہندوؤں کے غیر انسانی سلوک سے اب تنگ آ چکا ہے۔ مفکر احرارؒ تحریر کرتے ہیں:

> ''ہمارے جن ہم وطنوں کو ہوس زر کے سوا اور کسی چیز کا احساس نہیں وہ غریب مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو کیا سمجھیں گے۔ وہ خوش فہم مسلمان علماء جو پاکستان کے خلاف تبلیغ اسلام کی دلیل پیش کرتے ہیں وہ سماج کے اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور عوام کی نبض نہیں پہچان سکتے۔ جنہیں روزانہ ہندوؤں کے ہاتھوں بے عزتی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اگر پاکستان سکیم سے مسلم لیگ کا مقصد چند ایک فوائد حاصل کرنا اور ہندوؤں کو موجودہ سلوک جاری رکھنے کی اجازت دینا نہیں تو پاکستان کو ایک حقیقتِ کاملہ سمجھنا چاہیے اور پاکستانی صورت کو اب صرف مسلم لیگی لیڈروں کی بزدلی یا اونچی جاتی کے ہندوؤں کے رویے کی تبدیلی ہی بدل سکتی ہے۔
>
> بعض نکتہ بیں مسلمان پاکستانی سکیم کو مالی اعتبار سے ناقص قرار دیتے ہیں، گھاٹے کے بجٹ سے حکومت چلانا ناممکن ہے۔ لیکن بڑی بڑی نوکریاں اگر ختم کر دی جائیں اور کام کرنے کا عزم دل میں موجود ہو تو دنیا میں کوئی بھی ایسا ملک نہیں ہے جو اپنی حکومت کی سادہ مشین کو نہ چلا سکے۔ اگر ایک قوم کے لیے زندگی دوبھر کر دی جائے تو یہ قدرتی بات ہے کہ وہ آزادی کا سانس لینے کے لیے کسی قسم کی تکلیف کو خاطر میں نہیں لائے گی۔ بے عزتی کی زندگی، زندگی نہیں۔'' [۱]

پھر ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر پاکستان کو حاصل کیا جس کی پیش گوئی مفکرِ احرار مرنے سے صرف چند ماہ پہلے کر دی تھی، اب بھلا ایسی جماعت اور ایسے رہنماؤں کے بارے میں یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور کانگریس کے ساتھ ان کا سیاسی ناتا تھا۔ کتاب کے آخر میں مفکر احرار چودھری افضل

---

[۱]۔ ''پاکستان اور چھوت''، چودھری افضل حقؒ مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۹۲، ۹۳

حقؒ نے اپنی جماعت مجلس احرار اسلام سے مخاطب ہو کر ایک اہم اور آخری فیصلہ کر دیا اور کہہ دیا کہ

''لیکن ہم احرار کو خالی لفاظی میں کانگریس اور مسلم لیگ کے بڑے بڑے نقادوں کے گفتار و کردار پر نکتہ چینی کرنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ مستقبل کے تفکرات نے ہمارے لبوں پر مہر سکوت ثبت کر دی ہے اور دنیا ہمارے لیے آنسوؤں کی وادی بن چکی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ جرأت سے کام لے کر قدم بڑھائیں اور دنیا میں یہ اعلان کر دیں کہ ہم احرار کا نصب العین مندرجہ ذیل ہے:

(۱) دولت کی مُنصفانہ تقسیم

(۲) چھوت چھات کا خاتمہ

(۳) ہر مذہب کا احترام اور شریعت کے مطابق رہنے کی مکمل آزادی

اگر ہندو قوم کسی طرح بھی ہمارے راستے میں حائل ہوئی تو اس صورت میں اور محض اس صورت میں ہمیں مسٹر جناح کے ساتھ مل کر پاکستان کا نعرہ بلند کرنا چاہیے۔ مسلمان اب ہندوؤں کے اقتصادی طور پر ''کمیرے'' اور سماجی لحاظ سے ان کے اچھوت رہنے کو تیار نہیں۔ ہم مسلم لیگ سے اپنے اختلاف دُور کر کے ان قوتوں کے ساتھ لڑیں گے جو ہمارے زوال وادبار کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ ہم آزادئ ہند کے لیے سرگرم پیکار ہیں لیکن ہم اس امر کا بھی اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان اب کسی قوم یا طبقے کے اجیر بن کے رہنے کو تیار نہیں۔[۲]

مجلس احرار اسلام کا یہ فیصلہ کہ اگر ہندو قوم، مسلمانوں کے راستے میں حائل ہوئی تو ہم مسٹر جناح کے ساتھ مل کر پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیں گے، عملی طور پر اس وقت سامنے آیا جب تقسیم ملک سے قبل صوبوں کی تقسیم کا مسئلہ سیاست کا اہم ترین موضوع بن گیا۔ خصوصاً پنجاب کی تقسیم کا مسئلہ مجلس احرارِ اسلام کے لیے انتہائی تشویش کا باعث بن کر سامنے آیا احرار اس بحث میں پیش پیش تھے کہ پنجاب کو کسی طور پر تقسیم نہیں ہونا چاہیے اور پورا پنجاب پاکستان کا حصہ بننا چاہیے۔ کبھی احرار کانگریس کو جو تقسیم ملک کے خلاف تھی آڑے ہاتھوں لیتے کہ وہ کیسے تقسیم پنجاب کے لیے تیار ہوگئی۔ کانگریس کے اس کردار پر احرار سخت ناراضی کا اظہار کرتے رہے۔ احرار چاہتے تھے کہ اگر مسلم لیگ پنجاب کی تقسیم کو قبول کرنے سے انکار کر دے تو مسلم لیگ کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے پورے ملک کے اندر تقسیم پنجاب کے خلاف تحریک چلائی جائے کیونکہ انہیں اس بات کا علم بھی ہو چکا تھا کہ مسٹر جناح پنجاب کی تقسیم کو تسلیم کرنے کے لیے راضی نہیں ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح کانگریس ایک کمزور پاکستان میرے سپرد کر کے مجھے ناکام بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ مجلس احرارِ اسلام نے سب سے پہلے ۲۳ / مارچ ۱۹۴۷ء کو مرکزی دفتر لاہور میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، آغا شورش

---

[۲] ''پاکستان اور چھوت''، چودھری افضل حق۔ صفحہ ۱۰۴

کاشمیریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، غازی محمد حسین سالارِ اعلیٰ، جیوش احرار اسلام، میاں محمد رفیق ایم ایل اے اوران کے علاوہ کئی دوسرے اکابر احرار نے شرکت کی۔ اجلاس میں تقسیم پنجاب کی تجویز پر خصوصیت کے ساتھ غور ہوا۔ جس کے بعد ایک قرارداد کے ذریعے کانگریس کی تقسیم پنجاب کی قرارداد کو نشانۂ تنقید بنایا گیا اور مسلم لیگ اور دیگر مسلم جماعتوں کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر کانگریس کی قرارداد کے خلاف محاذ قائم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ قرارداد کے بنیادی نکات درج ذیل تھے۔

(۱) کانگریس پر ہندو فسطائیت نے سردار پٹیل کی رہنمائی میں غلبہ حاصل کرلیا ہے اور اس نے اپنا قومی کردار بدل کر انتقالِ اختیارات کے مرحلہ پر ہندومت کے تسلط کی جدوجہد شروع کی ہوئی ہے۔

(۲) پنجاب میں فسادات کا جو ہنگامہ برپا ہوا۔ اس کے پس منظر میں متذکرہ خواہش مضمر ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو جو اس صوبے کی اکثریت ہیں ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لیے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت مرعوب کرنا چاہا اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے تقسیم پنجاب کا فیصلہ کر کے ان کے جنگجویانہ اقدام کی تائید کر دی جو یقیناً مسلمان عوام کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

(۳) مجلس احرارِ اسلام ہندو فسطائیت کے مہیا کردہ شواہد و نظائر کی روشنی میں مسلمانوں کے باہمی سیاسی اختلافات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے مستقبل میں ملتِ اسلامیہ کی بقا کے لیے متحد ہو جانے کی خواہش مند ہے اور ہندوستان میں مسلمانوں کو جو مشترکہ خطرہ درپیش ہے اس کے مقابلے کے لیے مسلمانوں کے مشترکہ محاذ کا اعلان کرتی ہے۔

(۴) مجلس احرارِ اسلام نے جدوجہدِ آزادی میں ہمیشہ وطنِ عزیز کے استخلاص اور ملت کی سربلندی کو ملحوظ رکھا ہے لیکن اس وقت کہ تیسری طاقت ہندوستان کی تصویر سے نکل رہی ہے۔ مسلمانوں کے حقوقِ استقلال کا مسئلہ اہم ترین ہے۔

(۵) تقسیم پنجاب کا نظریہ ناقابل قبول ہے اور مجلس احرارِ اسلام اس کی مزاحمت کے لیے عام مسلمانوں سے ہم آہنگ ہو کر ہر ممکن قربانی و ایثار کے لیے آمادہ ہے۔ ۳؎

احرار کے اس اہم فیصلے پر ہندو پریس نے احرار کو آڑے ہاتھوں لیا۔ احرار پر تنقید کے وہ تیر و نشتر چلائے کہ الامان والحفیظ۔ بالکل وہی سماں سامنے آ گیا جب ۲۳/ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ نے لاہور میں قراردادِ پاکستان پاس کی تھی احرار کے اس فیصلے کے بارے میں ہندو پریس کے تأثرات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) روزنامہ ''پرتاب'' نے ''مجلس احرار ختم'' کا عنوان باندھا اور پیش گوئی کی کہ احرار' مسلم لیگ میں جذب ہو جائے گی۔ اس عنوان کے تحت ایک شذرہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

۳؎ مجلس احرارِ اسلام کا تازہ فیصلہ۔ روزنامہ ''آزاد'' لاہور ص۳۔ ۲۶/ مارچ ۱۹۴۷ء

''لاہور ۲۴ / مارچ: آل انڈیا مجلس احرارِ اسلام جو گزشتہ کچھ عرصہ سے قوم پرستی اور فرقہ پرستی کے درمیان لٹک رہی تھی آخر آج اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوگئی۔ اس کی ورکنگ کمیٹی نے جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صدارت میں ایک طویل ریزولیشن پاس کیا ہے جس میں ملک میں فسادات کی ذمہ داری فاشسٹ کانگریس لیڈر شپ پر ڈال کر کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی ہے (یاد رہے کہ علیحدگی کا کوئی یہاں مطالبہ سرے سے تھا ہی نہیں۔ احرار نے جماعت کے طور پر ۱۹۲۹ء میں ہی فیصلہ کر لیا تھا) اور تمام جماعتوں کے درمیان اتحاد کا ڈھونگ رچاتے ہوئے عملی طور پر اپنی جماعت کو مسلم لیگ میں جذب کرلیا ہے۔''

(۲) روزنامہ ''بندے ماترم'' نے ''مجلس احرار بھی لڑھک گئی'' کے عنوان کے تحت لکھا:

''مجلس احرار اسلام نے بالآخر پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا' فسادات کی ذمہ داری کانگریس پر تھوپی' کانگریس سے تعاون کی پالیسی ختم اور تقسیم پنجاب کی تجویز کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔''

(۳) روزنامہ ''پربھات'' نے اس طرح احرار کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

''(۱) تقسیم پنجاب پر احرار بھڑک اٹھے

(۲) کانگریس کے خلاف لیگیوں جیسی باتیں

(۳) ان کی ورکنگ کمیٹی کا نیا رنگ' نواکھلی میں فسادات کرانے کا الزام بھی کانگریس کے سر تھوپ دیا۔''

(۴) روزنامہ ''جے ہند'' نے عنوان باندھا:

''احرار نے کانگریس کو فسادات کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ اس طرح احرار نے کانگریس سے علیحدگی کا بہانہ تراش لیا۔ ہر جگہ فسادات کی ذمہ دار کانگریس ہے۔ احرار نے کانگریس پر فاشسٹ ہونے کا الزام لگا دیا۔ تقسیم پنجاب کی مخالفت کرنے کا تہیہ' مجلس احرار دیگر مسلم جماعتوں سے مل کر پروگرام مرتب کرے گی۔''

(۵) ''اجیت''

''قوم پرست احرار اپنے اصلی روپ رنگ میں ظاہر ہوگئے۔ کانگریس سے تمام تعلقات منقطع کر لیے۔''

احرار کے اس فیصلے کے خلاف ہندو اخبارات کے تأثرات سے احرار کے حوصلے مزید بڑھے اور انہوں نے ملک کے گوشے گوشے میں جلسے اور جلوسوں کے ذریعے اپنے فیصلے کی تائید میں مظاہرے شروع کر دیئے۔ ۲۷ / اپریل ۱۹۴۷ء کو جامع مسجد دہلی میں احرار نے ایک عظیم الشان اجتماع منعقد کیا جس میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

''کانگریس کے چہرے سے قوم پرستی کی نقاب الٹ گئی' اصلی چہرہ سامنے آ گیا ہے۔ ثابت ہو چکا ہے کہ کانگریس ایک ہندو فاشسٹ تنظیم ہے۔ اس لیے آل انڈیا مجلس احرار اسلام نے فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کی قومی جماعتوں خاص طور پر مسلم لیگ کے ساتھ مسلمانوں کے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے ہر ممکن تعاون کرے گی۔''

اس اجتماع میں بڑی تعداد میں احرار رہنما اور رضا کار شامل ہوئے جنھوں نے آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی مجلس عاملہ کے اس تازہ فیصلے کی توثیق کردی اور آئندہ کے لیے کانگریس کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کرنے کا اعلان کیا۔ احرار رہنماؤں نے بڑے سخت الفاظ میں کانگریس کی مسلم دشمن حکمت عملیوں کو نشانۂ تنقید بنایا اور اس بات پر زور دیا کہ پنجاب کی تقسیم کو روکنے کے لیے مسلمانوں کی تمام جماعتوں کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنایا جائے تاکہ پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچایا جائے۔ ابھی یہ سب کچھ شروع ہی ہوا تھا کہ اچانک ڈرامائی انداز میں کانگریس کے بعد مسلم لیگ نے بھی ۳؍جون کے پلان کو تسلیم کرتے ہوئے تقسیم پنجاب کے منصوبے کو مان لیا۔ ؎

ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں اور بھگتتے رہیں گے۔

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

25 مئی 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

شعروں میں ڈھل کے میرے جو وقفِ ہنر ہوئے
وہ تو سبھی حروف جیسے بے اثر ہوئے

بیکار ہو کے رہ گئی منزل کی جستجو
دشتِ سراب میں ہوئے جتنے سفر ہوئے

ہم پر کھلا نہ دَر کوئی دستک کے باوجود
ہم لوگ تیرے شہر میں یوں در بدر ہوئے

بکھرے بساطِ مرگ پہ خوابِ طرب میرے
تھے ایسے سانحات بھی جو میرے گھر ہوئے

شام و سحر کی مثل تھے جو مل سکے نہ ہم
نہ طے ہوئے یہ فاصلے نہ مختصر ہوئے

میری نظر میں دار کے جو مستحق تھے لوگ
تیری نظر میں کس لیے وہ معتبر ہوئے

کتنا کڑا تھا مرحلہ یہ راہِ شوق کا
لاکھوں خیال وقتِ سفر، ہم سفر ہوئے

جیسے ہی اپنے آپ سے میں آشنا ہوا
جلوے جنوں و عشق کے جذبِ نظر ہوئے

فہم و شعور و شوق کی دولت ہمیں ملی
دَر پر تیرے جھکے تو کہیں معتبر ہوئے

خالدؔ میرے خلوص کے بیگانے معترف
چرچے میرے گداز کے ہر اک نگر ہوئے

مولانا مفتی جمیل احمد نذیری*

(پہلی قسط)

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال

ٹی وی اور انٹرنیٹ دور حاضر کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور اہم ذرائع ابلاغ ہیں۔ان کے ذریعہ خیر بھی پھیلایا جاسکتا ہے اور شر بھی' یہ چیزیں جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی' ویسی ہی ترسیل ہوگی۔اصحابِ خیر' خیر پھیلائیں گے، اربابِ شر' شر۔اور اب تک ہو یہ رہا ہے کہ ان سے شر پھیلانے کا کام ہی زیادہ لیا جارہا ہے۔اصحاب خیر وفلاح تو ان سے زیادہ تر دور ہی دور رہے ہیں' اب کچھ دنوں سے یہ فکر پیدا ہوگئی ہے کہ ان سے خیر پھیلانے اور حق کی ترویج واشاعت کا کام لیا جائے، ٹی وی اور انٹرنیٹ کی راہوں سے باطل جو فساد پھیلا رہا ہے اور ایسے لوگوں کو متاثر کررہا ہے جو اپنی معلومات کے لیے ٹی وی وانٹرنیٹ پر انحصار کرتے ہیں' ان کے سامنے کلمۂ حق بھی آجائے اور باطل کی دسیسہ کاریاں بھی واضح ہوجائیں۔دین کی باتیں ان لوگوں تک بھی پہنچ جائیں جن تک کسی اور ذریعہ سے پہنچنا ممکن نہیں۔

یہ فکر کہ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے' ایک اچھی اور قابل تعریف فکر ہے۔لیکن اسکے ساتھ بڑے نازک سوالات جُڑے ہوئے ہیں۔جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ ٹی وی پر جو تصویریں آتی ہیں' ان کا کیا حکم ہے؟

عورتوں، فلموں، عیش وعشرت کے تجارتی اشتہاروں، رقص وسرور، ناچ گانوں کے مناظر اور فحاشی عریانی پر مشتمل تصاویر ومضامین سے بحث نہیں، ان کے حرام ہونے میں کسے شبہ ہوسکتا ہے۔

بات ان دونوں ذرائع ابلاغ کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کی ہے، لیکن تصویر اس کے لیے ایک لازمی شے ہے۔ انٹرنیٹ کے لیے تو تصویر لازمی نہیں لیکن ٹیلی ویژن کا تصور تصویر کے بغیر ناممکن ہے۔

(لیکن انٹرنیٹ کے استعمال کے دوران بھی تصویروں اور بے پردہ تصویروں سے اجتناب عملاً ممکن نہیں۔''الفرقان'')

جبکہ تصویر کشی، تصویر کا دیکھنا، دکھانا (۱) رکھنا شریعت میں حرام ہے۔آخر ٹی وی پر دینی پروگرام کیسے آئیں؟ ٹی وی کو دینی مقاصد کے لیے کیسے استعمال کیا جائے؟

جو لوگ کیمرے کے ذریعہ موجودہ زمانہ کی فوٹوگرافی کو جواز کی سند دے چکے ہیں' ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں' جیسے علمائے عرب کی ایک بڑی تعداد۔لیکن ہندوپاک کے مستند اربابِ فقہ وفتویٰ کی غالب اکثریت' اسے ناجائز وحرام کہنے پر متفق ہے۔

---

* مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

(۱) کسی ایسی چیز جس کو دیکھنا منع نہ ہو، اس کی تصویر دیکھنے کی حرمت پر شاید قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ پیش کی جاسکے۔نصوص میں تصویر بنانے کی حرمت ملتی ہے دیکھنے کی نہیں۔ (''الفرقان'')

ماضی میں جن حضرات نے جواز کی طرف قدم بڑھایا تھا ان میں سے بھی بعض نے تحقیق کے بعد رجوع کر لیا۔(۲)

لہٰذا اس پس منظر میں ٹی وی کی تصویروں کے متعلق پوری تحقیق لازمی چیز ہے۔ٹی وی پر آنے والی تصویروں پر مفصل گفتگو سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ تصویر کی تعریف کیا ہے اور تصویر کسے کہتے ہیں؟

تصویر کسے کہتے ہیں؟

تصویر کے لغوی معنی ہیں ''صورت بنانا''۔کسی شے کی صورت' اس کی وہ خاص ہیئت ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ غیر سے ممتاز ہوجائے۔''تصویر'' میں صورت بنانے کی وہ شکل بھی داخل ہے جسے کسی کی مورت بنانا کہتے ہیں۔کسی بھی چیز کی صورت دوطرح کی ہوتی ہے:(۱) پائدار و مستقل (۲) ناپائدار اور وقتی

پائدار: یعنی جو کسی چیز یا جگہ پر محفوظ و مستقر ہوجائے۔

وقتی: جو محفوظ و پائدار نہ رہ سکے۔

پائدار کو صورت ثابتہ ودائمہ کہتے ہیں۔ناپائدار کو صورت مؤقتہ وغیر دائمہ کہتے ہیں۔صورت ثابتہ ہی درحقیقت تصویر ہے'اور صورت مؤقتہ'عکس' سایہ اور پرچھائیں وغیرہ کو کہتے ہیں:

صورت ثابتہ یعنی تصویر کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مجسمہ (۲) غیر مجسمہ

مجسمہ اور غیر مجسمہ کو بعض فقہائے کرام نے ذات ظل اور غیر ذات ظل (سایہ دار اور غیر سایہ دار) سے بھی تعبیر کیا ہے۔(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تصویر خواہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ' یا بالفاظ دیگر سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار' ہر ایک مرئی ہوتی ہے، نظر آتی ہے۔بس فرق یہ ہے کہ تصاویر مجسمہ میں طول' عرض اور عمق پایا جاتا ہے۔اس کے اعضاء کو چھو کر بھی الگ الگ بتایا جاسکتا ہے اور دیکھ کر بھی ممتاز کیا جاسکتا ہے۔مثلاً کوئی مورتی اور بت ہو تو اس کی یہی کیفیت ہوتی۔لیکن کسی کاغذ' کسی کپڑے پر بنی تصویر' جو کہ تصاویر غیر مجسمہ کہلاتی ہیں، ان میں صرف طول اور عرض ہوتا ہے، عمق نہیں ہوتا۔ان کے اعضا کو چھو کر ممتاز نہیں کیا جاسکتا، صرف دیکھ کر ممتاز کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال مرئی دونوں ہیں، فرق صرف تمیز باللمس ہونے یا نہ ہونے میں ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تصویر کی کوئی تیسری قسم نہیں ہے کہ جو مرئی نہ ہو، پھر بھی اسے تصویر کہا جائے۔

تصویر کی بس دو ہی قسمیں ہیں' اور دونوں ہی مرئی ہوتی ہیں، نہ کہ غیر مرئی

تصویر کی تفصیل و تقسیم اور تعریف و تشریح میں فقہاء و اہل لغت سب کی اصطلاحات ایک جیسی ہیں۔دونوں کی تعبیر میں کوئی فرق نہیں۔

---

(۲) یعنی حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ ان دونوں حضرات کے رجوع کا ذکر' حضرت مولانا محمد مفتی شفیع عثمانیؒ نے اپنی کتاب ''جواہر الفقہ'' حصہ سوم کے ص ۱۷۰،۱۷۱ پر کیا ہے۔مقالہ کا عنوان ہے ''تصویر کے شرعی احکام''

(۳) الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۲/۹۳ شائع کردہ وزارت اوقاف وشؤن اسلامیہ کویت۔

عکس اور سایہ:

الموسوعۃ الفقیہہ میں ہے:

ان الصورة بالا ضافة الىٰ ماذكرناه من الصور الثابتة . قدتكون صورة مؤقتة كصورة الشئى فى المراة ، وصورة فى الماء والسطوح اللامعةفانها تدوم مادام الشئى مقابلا للسطح، فان انتقل الشيى عن المقابلة انتهت صورته.ومن الصور غير الدائمة ظل الشئى اذاقابل أحد مصادر الضؤ ومنه ماكانوا يستعملونه فى بعض العصور الاسلامية ويسمونه صور الخيال اوصورخيال الظل فانهم كانوايقطعون من الورق يقطعون من الورق صورألا شخاصم يمسكونها بعصى صغيرة ويحركونها امام السراج فتنطبع ظلالها علىٰ شاشة بيضاء يقف خلفها المتفرجون فيرون ماهوفى الحقيقة صورة الصورة. ومن الصوره غيرالدائمه الصورالتليفزيوفيه،فانها تدوم مادام الشريط مستحركا فاذاوقف انتهت الصورة (۴)

''جن پائدار اور مستقل تصویروں کا ہم نے ذکر کیا ان کے علاوہ کچھ غیر پائدار تصویریں بھی ہوتی ہیں جو صورت مؤقتہ کہلاتی ہیں، جیسے کسی چیز کی تصویر کا آئینہ یا پانی یا چمکدار سطح میں آجانا۔اس لیے کہ وہ تصویر اسی وقت تک رہے گی جب تک وہ چیز سطح کے بالمقابل رہے گی' اور حب وہ چیز مقابل سے ہٹ جائے گی تو تصویر ختم ہوجائے گی۔غیر دائم اور ناپائدار تصاویر میں سے کسی چیز کا سایہ بھی ہے۔جب تک چیز روشنی کی جگہ میں رہے گی ،سایہ ہوگا (ہٹ جائے گی سایہ ختم ہوجائے گا) انہی میں سے وہ بھی ہے جسے لوگ بعض اسلامی ادوار میں استعمال کرتے تھے اور اسی کا نام صور الخیال (خیال کی تصویر) یا سایہ کے خیال کی تصویر رکھتے تھے۔اس لیے وہ ورق سے اشخاص کی تصویریں کاٹ لیتے تھے۔پھر اس کو ڈنڈے کے ذریعہ روک لیتے تھے اور چراغ کے سامنے اس کو حرکت دیتے تھے۔تو اس کا سایہ سفید پردہ پر ڈھل جاتا تھا، جس کے پیچھے تماشائی کھڑے ہوتے تھے۔اور وہ چیز دیکھتے تھے جو درحقیقت تصویر کی تصویر تھی۔ناپائدار تصویروں میں سے' ٹی وی کی تصویریں بھی ہیں' اس لیے کہ وہ اس وقت تک رہتی ہیں' جب تک کیسٹ چلتی ہے اور جب کیسٹ رک جاتی ہے تو تصویر بھی ختم ہوجاتی ہے۔''

عبارت مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تصویریں' جو کسی چیز یا جگہ پر دائم ومستقر ہوں' وہ عکس' سایہ یا اسی کے قبیل کی چیزیں کہلائیں گی۔اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ عکس یا سایہ کو حقیقتاً تصویر نہیں کہا جاتا۔اور آج تک کسی نے نہیں کہا۔

عکس اور تصویر کے فرق کو حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ نے یوں بیان فرمایا ہے:

---

(۴) حوالۂ مذکورہ

''تصویر وعکس دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔تصویر کسی چیز کا پائدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔اصل کے غائب ہوتے ہی اسی کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے۔''(۵)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

عکس کو جس وقت تک مسالہ لگا کر پائدار نہ کرلیا جائے' اس وقت تک وہ عکس ہے۔اور جب اس کو مسالہ کے ذریعہ پائدار اور قائم کرلیا جائے وہی عکس، عکس کی حدود سے نکل کر تصویر بن جاتا ہے، کیوں کہ عکس، صاحب عکس کا ایک عرض ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ آئینہ پانی وغیرہ میں جب تک کہ ذی عکس ان کے مقابل رہتا ہے اس وقت تک عکس باقی رہتا ہے اور جب وہ ان کے محاذات سے ہٹ جائے تو عکس بھی اس کے ساتھ چل دیتا ہے۔

دھوپ میں آدمی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا عکس زمین پر پڑتا ہے مگر اس کا وجود آدمی کے تابع ہوتا ہے جس طرف یہ چلتا ہے عکس بھی اس کے ساتھ چلتا ہے۔زمین کے کسی خاص حصہ پر اس کا قائم اور پائدار ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی مسالہ، پالش اور رنگ کے ذریعہ سے اس کی تصویر نہ کھینچ لی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ عکس جب تک کہ مسالہ وغیرہ کے ذریعہ سے پائدار نہ کرلیا جائے، اس وقت تک وہ عکس ہے اور جب اس کو کسی طریقہ سے قائم و پائدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے۔اور عکس جب تک عکس ہے، نہ شرعاً ہی کوئی حرمت ہے اور نہ کسی قسم کی کراہت۔خواہ وہ آئینہ، پانی یا کسی اور شفاف چیز پر ہو، یا فوٹو کے شیشہ پر۔اور جب وہ اپنی حد سے گزر کر تصویر کی صورت اختیار کرے گا، خواہ مسالہ کے ذریعہ سے ہو یا خطوط ونقوش کے ذریعہ سے، اور خواہ یہ فوٹو کے شیشہ پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر۔اس کے سارے احکام وہی ہوں گے جو تصویر کے متعلق ہیں۔

غرض مسالہ لگا کر پائدار کرنے سے پہلے صورت کا عکس فوٹو کے شیشہ پر بھی ایسا ہی حلال اور جائز ہے جیسے آئینہ، پانی وغیرہ میں۔اور مسالہ لگا کر آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر بھی عکس کا پائدار کرلینا ایسا ہی حرام وناجائز ہے جیسا کہ فوٹو کے آئینہ پر۔

آج اگر کوئی مسالہ ایسا ایجاد کیا جائے کہ جب اس کو آئینہ پر لگایا جائے تو اس کے مقابل صورت اسی میں قائم ہوجائے ہوجائے۔یا کوئی شخص اس صورت کو قلم وغیرہ سے آئینہ پر نقش کردے تو یقیناً اس آئینہ کی صورت کا وہی حکم ہوگا جو تمام تصاویر کا ہے۔''(۶)

تصاویر کی قسمیں:

تصویر بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ذی روح کی تصویر مثلاً کسی انسان یا کسی جانور کی پوری تصویر، کسی انسان یا جانور کی سر سمیت ادھوری تصویر۔درختوں، پھول، پتوں، ڈالیوں کی تصویر، دریا، پہاڑ، غیر ذی روح مناظرِ فطرت کی تصویر سورج، چاند، ستاروں کی تصویر، عمارتوں، شاہراہوں، باغوں، ہوائی جہاز، کشتی، ٹرین وبس اور گاڑیوں کی تصویر۔کسی جاندار (انسان یا

---

(۵) احسن الفتاویٰ ۳۰۲/۸

(۶) آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام۔ص ۱۵۰، ۱۵۱

حیوان) کی بغیر سر، کسی عضو مثلاً ہاتھ، پیر، پیٹ، پیٹھ کی تصویر۔

جن تصاویر کا بنانا اور رکھنا ناجائز ہے، وہ ذی روح کی پورے دھڑ کی تصاویر ہیں۔ یا وہ تصاویر ہیں جو اوپری حصہ کی سر کے ساتھ ہوں۔ حرمت کے مباحث کا تعلق انہی دونوں قسموں کی تصاویر سے ہے۔

کب عکس دیکھنا بھی حرام ہوتا ہے؟

جس طرح کسی نامحرم کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح اس کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ خواہ وہ نامحرم مرد ہو یا عورت۔ چنانچہ کتب فتاویٰ میں مصرح ہے کہ جس طرح اجنبی کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح شیشہ یا پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہو تو وہ عکس دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

ٹی وی پر آنے والی تصاویر:

ٹی وی پر آنے والی تصاویر کی حقیقت کیا ہے؟ وہ واقعۃً اور اصطلاحاً تصاویر ہی ہیں یا عکس ہیں؟ یہ ارباب افتاء کے درمیان ایک اہم اختلافی موضوع ہے۔ اس طرح کی اب تک شائع شدہ جو تحریریں راقم الحروف تک پہنچ سکی ہیں ان کی روشنی میں دونوں طرف کے نقطہ ہائے نظر اور دونوں طرف کے دلائل بالترتیب بیان کیے جاتے ہیں تاکہ غیر جانب داری کے ساتھ کسی نتیجہ تک پہونچنا آسان ہو۔

اب تک ٹی وی کے حرام و ناجائز ہونے پر جو فتاویٰ دیئے گئے ہیں، وہ یہی مان کر دیئے گئے ہیں کہ ٹی وی میں آنے والی تصاویر حقیقۃً اور اصالۃً تصویر ہی ہوتی ہیں اور بعینہ وہی تصویر ہوتی ہیں جن کی احادیث میں حرمت وارد ہوئی ہے۔

یہ چونکہ ایک قدیم اور معروف نقطۂ نظر ہے، اس لئے فی الحال اسے چھوڑ کر، پہلے دوسرا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں اسی کے بعد قدیم اور معروف نقطۂ نظر کے قائلین نے اپنا نقطۂ نظر ثابت کرتے ہوئے دوسرے نقطۂ نظر کا جس طرح رد کیا ہے اسے نقل کریں گے۔

ٹی وی کی تصاویر عکس ہونے کے دلائل:

ٹی وی سے متعلق استفسار کرنے والے بعض حضرات نے ٹی وی کی تصاویر کے عکس ہونے کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے (دیکھئے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۷/۳۹۵،۳۹۶)

(۱) اگر ٹی وی براہ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دکھا رہی ہو، جیسے کبھی حج کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جو کچھ وہاں حجاج کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں کیا اس وقت ٹی وی دوربین جیسی چیز نہیں ہوتی اور کیا کسی آلہ سے اگر دور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دور کا دیکھنا جائز نہیں؟

(۲) فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی تھی کہ اس میں تصویر ہے اور تصویر حرام ہے مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی بلکہ اس کے ذریعہ اسکے سامنے والی چیزوں کی ریز (Rays) شعاعوں کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے جس طرح آواز کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے۔ ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ غیر مرئی ہوتی

ہے اسی طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی، لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے۔ فلمی فیتوں میں تو تصویر باقاعدہ نظر آتی ہے۔ جس تصویر کو پردہ پر بڑھا کر دکھایا جاتا ہے۔ مگر ویڈیو کیسٹ مقناطیسی ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کی کرنوں کو جذب کر لیتے ہیں۔ پھر ان جذب شدہ کو ٹی وی سے متعلق کیا جاتا ہے۔ تو ٹی وی ان ریزوں کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کر دیتی ہے۔ چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے۔ جب تک آئینے کے روبرو ہو اس میں صورت رہے گی اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہو جائے گی۔ یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہو جائے گی۔

(۳) آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکس کو حقیقی معنوں میں تصویر، تمثال، مجسمہ، اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں۔ اسلئے کہ پائدار ہونے سے پہلے عکس ہی ہوتا ہی ہے۔ تصویر نہیں بنتا۔ اور جب اسے کسی طرح سے پائدار کر لیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اب اگر اسی کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

(۴) جب علماء نے بالاتفاق چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

ٹی وی کی تصاویر کو عکس قرار دینے کے یہ وہ دلائل ہیں جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سامنے پیش کر کے ان سے جواب چاہا گیا ہے۔ موصوف کی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' جلد ہفتم ۳۹۵ تا ۳۹۷ میں یہ استفسار مع جواب موجود ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ استفسار کنندہ نے ٹی وی کے متعلق بعض نئے گوشوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے علمی و نظریاتی گفتگو چھیڑی ہے اس کا جواب بھی اسی انداز میں دینے کی ضرورت تھی۔ استفسار کنندہ کے نکات پر ایسی کوئی ٹھوس بات کہنی چاہئے تھی جس سے ان تصاویر کا حقیقۃً واصالۃً تصویر ہونا ثابت ہو۔ لیکن افسوس کہ جواب میں اس پہلو پر کوئی خاص گفتگو نہیں کی گئی، سارا زور اسی پر ہے کہ ٹی وی آلۂ لہو ولعب ہے، اس میں رقص و سرور اور ناچ گانوں کے مناظر ہوتے ہیں، غیر محرم عورتیں عریاں لباس میں پروگرام پیش کرتی ہیں۔ اکثر پروگرام مخرب اخلاق اور فحش ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حقائق کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ٹی وی کی تصاویر کے حقیقۃً اور اصالۃً تصویر ہونے کے ٹھوس دلائل کی بھی ضرورت تھی اور جواب میں یہی پہلو تشنہ ہے۔ بہرحال موصوف کے جواب کے اصل الفاظ قدیم معروف نقطۂ نظر کے ذیل میں پیش کئے جائیں گے فی الحال برصغیر ہندو پاک کی ایک اہم فقہی شخصیت کے خیالات سنئے:

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم درس ترمذی جلد پنجم ص ۳۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

''ٹیلی ویژن پر پیش کئے جانے والے پروگراموں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم وہ ہے کہ ٹیلی ویژن پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے۔ اس کو بڑا کر کے ٹی وی کی اسکرین پر دکھایا جا رہا ہے۔ اس کے تصویر ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ اس لئے اس کو دیکھنا حرام ہے اور اس کا وہی حکم ہوگا

جو تصویر کا ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جس میں فلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا بلکہ براہ راست وہ چیز ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے مثلاً ایک آدمی ٹی وی اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تقریر کر رہا ہے یا کسی اور جگہ تقریر کر رہا ہے اور ٹی وی کیمرے کے ذریعے براہ راست اس کی تقریر اور اس کی تصویر ٹی وی پر اسکرین پر دکھائی جا رہی ہے۔ درمیان میں فلم اور ریکارڈنگ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس براہ راست دکھائی جانے والی تصویر کو علماء کی ایک بڑی جماعت تصویر ہی قرار دے کر اس کے استعمال کو حرام قرار دیتی ہے لیکن اس کو تصویر قرار دینے میں مجھے تامل ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ تصویر وہ ہوتی ہے جس کو کسی چیز پر علیٰ صفۃ الدوام ثابت اور مستقر کر دیا جائے، لہٰذا اگر وہ تصویر علیٰ صفۃ الدوام کسی چیز پر ثابت و مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے بلکہ وہ عکس ہے۔ لہٰذا براہِ راست دکھائی جانے والی تصویر عکس ہے، تصویر نہیں۔ مثلاً کوئی شخص یہاں سے دو میل دور ہے اور اس کے پاس ایک شیشہ ہے اس شیشہ کے ذریعہ وہ یہاں کا منظر دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے وہ کہ وہ شخص دو میل دور بیٹھ کر شیشے میں یہاں کا عکس دیکھ رہا ہے۔ وہ تصویر نہیں دیکھ رہا ہے اس لیے کہ یہ عکس کسی جگہ پر ثابت اور مستقر علی صفۃ الدوام نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح براہِ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں برقی ذرات کے ذریعہ انسان کی صورت کے ذرات منتقل کئے جاتے ہیں، پھر ان کو اسکرین کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تصویر عکس سے زیادہ قریب ہے۔ تصویر کے مقابلے میں۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے، یعنی ایک تقریر اور اسکی تصاویر کے ذرات کو لیکر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کر لیا اور پھر ان ذرات کو اسی ترتیب سے چھوڑا تو پھر وہی منظر اور تصویر نظر آنے لگی۔ میرے نزدیک اسکو بھی تصویر کہنا مشکل ہے۔ اسلئے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین بھی لگا کر دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے میرا رجحان اس طرف ہے کہ یہ دوسری اور تیسری قسم تصویر کے حکم میں نہیں آتیں۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جا رہا ہو جو فی نفسہ جائز ہو اور ان دو ذریعوں میں سے کسی ایک ذریعہ سے پیش کیا جا رہا ہو تو اسکو دیکھنا فی نفسہ جائز ہوگا۔ **واللہ سبحانہ اعلم ان کان صواباً فمن اللہ وان کان خطا فمنی ومن الشیطان۔**

حقیقت یہی ہے کہ کیسٹ میں موجود تصاویر براہِ راست کیسٹ میں مرئی نہیں ہوتی بلکہ بذریعہ مشین شیشہ پر اس کا عکس آتا ہے یہ عکس آئینہ اور پانی پر آنے والے عکس کی طرح ہے جب تک صاحب عکس آئینہ کے سامنے موجود ہے عکس باقی ہے اور جب صاحب عکس نہیں تو عکس بھی نہیں۔ اسی طرح جب تک کیسٹ مشین میں ہے اور مشین چل رہی ہے تو عکس ہے ورنہ عکس غائب۔

ٹی وی کی تصویر کے واقعتاً تصویر ہونے کے دلائل:

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یہی قدیم اور معروف نقطۂ نظر ہے چنانچہ جن کتب فتاویٰ میں ٹی وی کو ناجائز وحرام بتایا

گیا،اس کی ایک اہم اور بڑی بلکہ سب سے بڑی وجہ اس میں تصویروں کا ہونا ہے اور وہ حضرات ان تصویروں کو حقیقی اصطلاحی تصویریں قرار دیتے ہیں۔

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

''ویڈیو کیسٹ: یہ اپنی فتنہ سامانی میں ٹی وی سے بھی دوگام آگے ہے اس میں تو ہوتی ہی محفوظ تصویر ہے۔ بعض لوگ یہاں بھی وہی تقریر شروع کر دیتے ہیں کہ اس کی تصویر بھی پانی یا آئینہ میں دکھنے والے عکس جیسی ہے حالانکہ کوئی عقل کا کوا بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ تصویر وعکس دو بالکل متضاد چیزیں ہیں ،تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے،عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے۔''

ویڈیو کے فیتے میں تصویر محفوظ ہوتی ہے جب چاہیں جتنی بار چاہیں ٹی وی کی اسکرین پر اس کا نظارہ کرلیں اور یہ تصویر تابع اصل نہیں بلکہ اس سے بالکل لاتعلق اور بے نیاز ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو مرکھپ گئے، دنیا میں ان کا نام ونشان نہیں ،مگر ان کی متحرک تصویریں ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہیں۔ ایسی تصویر کو کوئی پاگل بھی عکس نہیں کہتا۔ صرف اتنی سی بات کو لے کر کہ ویڈیو کے فیتے میں ہمیں تصویر نظر نہیں آتی ،تصویر کے وجود کا انکار کر دینا کھلا مغالطہ ہے۔

اگر یہ منطق تسلیم کر لی جائے کہ فیتے میں تصویر محفوظ نہیں بلکہ معدوم ہے اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوش ٹی وی اسکرین پر جا کر تصویر بنا دیتے ہیں تو اس لاحاصل تقریر سے اصل حکم پر کیا اثر پڑا؟ تصویر محفوظ ماننے کی تقریر پر ٹی وی صرف تصویر نمائی کا ایک آلہ تھا۔ اب تصویر سازی کا آلہ بھی قرار پایا کہ صرف تصویر دکھاتا ہی نہیں بناتا بھی ہے۔ اب تو اس کی قباحت دوچند ہوگی، یک نہ شد دوشد۔''(۷)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی تحریر کرتے ہیں:

''ٹی وی اور ویڈیو کا کیمرہ جو تصویر لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاسکتا تھا۔ اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کے بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے۔ لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔'' (۸)

---

(۷) احسن الفتاویٰ ۳۰۲/۸

(۸) ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۳۹۷/۷

دلائل کا تجزیہ:

ٹی وی کی تصویروں کو عکس قرار دینے والے اور ٹی وی کو با قاعدہ تصویر اور فوٹو قرار دینے والے دونوں ہی طرح کے حضرات کے نقطۂ نظر اور دلائل سامنے آ چکے۔ اب ان دلائل کے تجزیے کی ضرورت ہے۔

جو حضرات ان کو عکس قرار دیتے ہیں ان کے دلائل کا خلاصہ و تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے:

(۱) ٹی وی کی مشین یا وڈیو کیسٹ میں سرے سے کوئی تصویر ہوتی ہی نہیں۔ کوئی حساس سے حساس اور طاقتور سے طاقتور خوردبین سے بھی دیکھے تو بھی چھوٹی سے چھوٹی تصویر بھی نظر نہیں آ سکتی۔

(۲) گویا ٹی وی مشین اور وڈیو کیسٹ کوئی تصویر نہیں کھینچتی۔ لہٰذا اس میں تصویر کا کہیں پر کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔

(۳) ٹی وی مشین یا وڈیو کیسٹ میں سامنے والی چیزوں (خواہ جاندار ہو یا بے جان) کی ریز یعنی شعاعیں محفوظ اور جذب ہو جاتی ہیں لیکن ان شعاعوں کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

(۴) یہ شعاعیں اسی طرح غیر مرئی ہوتی ہیں جیسے آواز ایک غیر مرئی چیز ہے۔ آواز ٹیپ ریکارڈر کی کیسٹوں میں محفوظ ہوتی ہے مگر نہ دکھائی دیتی ہے نہ اسکی کوئی صورت ہوتی نہ اس کو چھو کر اور ٹٹول کر دیکھا جا سکتا۔

اسی طرح ٹی وی کی مشین اور وڈیو کیسٹ میں محفوظ شعاعیں، نہ نظر آتی ہیں نہ ان کی کوئی صورت ہوتی، نہ انہیں چھو کر دیکھا جا سکتا ہے، نہ ٹٹولا جا سکتا ہے لیکن ان کا ایک حقیقی وجود بہر حال ہے۔ جو ٹی وی مشین یا وڈیو کیسٹ میں محفوظ ہونے کی صورت میں ہے۔

یہاں احقر کی سمجھ میں ایک اور بات یہ آتی ہے کہ چونکہ یہ شعاعیں غیر مادی ہوتی ہیں اس لئے انہیں دیکھا جانا یا چھونا یا ان کی کوئی صورت بنانا ممکن نہیں کیونکہ جو چیزیں مجرو عن المادہ (وغیرہ مادی) ہوتی ہیں ان کی کیفیت یہی ہوتی ہے کہ ان کا وجود حقیقی ہوتا ہے لیکن دیکھا جانا ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہی چیز دیکھی جا سکتی ہے جو مادی ہو۔

اسی طرح اس کی کوئی صورت بھی ہوتی کیونکہ صورت کا تعلق بھی مادیات سے ہے فلسفہ کی کتابوں میں مجرد عن المادہ کی مثال میں نفس اور عقل کا تذکرہ آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں غیر مرئی ہیں اور انکی کوئی صورت وشکل نہیں ہے۔

(۵) سینما میں دکھائے جانے والے فلمی فیتوں اور وڈیو کیسٹ میں بہت بڑا فرق ہے فلمی فیتوں میں تصویر با قاعدہ نظر آتی ہے ہر کوئی دیکھ سکتا ہے اسے دیکھنے کے لئے نہ چشمہ کی ضرورت ہے نہ خوردبین کی۔ اسی فلمی فیتے کو پردہ پر چڑھا کر دکھایا جاتا ہے جبکہ وڈیو کیسٹ میں تصویر کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہوتا ان میں نہ صرف ریز (شعاعیں) ہوتی ہیں۔

(۶) کسی پروگرام کو جب مشین کے ذریعہ ٹی وی تک پہنچایا جاتا ہے یا وڈیو کیسٹ کو ٹی وی سے بذریعہ مشین مربوط کر دیا جاتا ہے تو وہ شعاعیں تصویر میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہی تصویر دکھائی دیتی ہے جس کی شعاعیں تھیں۔

(جاری ہے)

ادارہ

مکتوب مولانا محمد عیسیٰ منصوری* (لندن)

بخدمت گرامی جناب سید محمد کفیل بخاری/عبداللطیف خالد چیمہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ بندہ کی مزاجی ساخت اور طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ احرار سے زیادہ مناسبت پاتا ہوں۔ پاکستان کے حالات پر طبیعت کڑھتی ہے۔ ہر طرف تاریکی ومایوسی بڑھ رہی ہے مگر ایک مومن کو ایسے ہی حالات میں اللہ سے امید ہوتی ہے۔ بار بار خیال آتا ہے کہ اُس سرزمین (پاکستان) کے مزاج وطبائع کے لیے احراری جذبہ وجوش زیادہ مناسب ہے۔ احرار کی آزادی سے پہلے نہایت تابناک اور سنہری تاریخ ہے۔ ان مٹھی بھر اللہ کے قلندروں نے انگریز، مرزائی، لیگی ٹوڈی، خضر حیات وسکندر حیات اور نامعلوم کتنی باطل طاقتوں اور فتنوں کا بے جگری سے مقابلہ کر کے سرفروشی کی لازوال تاریخ رقم کی۔ اس گروہ احرار کا شعار اقبال کی زبان میں ''وسعتِ افلاک میں تکبیر مسلسل تھا''، پتا نہیں آزادی کے بعد کیوں اپنی ہمہ جہتی جدوجہد ختم کر کے محض ختم نبوت تک منحصر ہوگئی؟ (غالباً کارکنوں کو بعض لیگی ملحدوں کے انتقام وغیظ وغضب سے بچانا ہوگا؟) (۱)

الحمدللہ ادھر چند سالوں سے یہ بکھری ہوئی طاقت بھی یکجا ہونی شروع ہوئی ہے لیکن وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ یہ پیغام انتہائی شمال ومغرب میں وسیع ہونا چاہیے کہ پنجاب کی سرزمین میں وفا کم ہی ہے۔ دوسرے دنیا کے گلوبل ویلج بن جانے کے سبب مقامی شیاطین کو دنیا بھر کے شیاطین کی سپورٹ حاصل ہوگئی ہے۔ اسلام کا غم رکھنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس نہج (عالمگیریت) کو اپنائیں۔ مگر افسوس اس کی اہلیت کے لوگ تیار نہیں کیے جارہے ہیں۔ جس کی وجہ سے عالمی شیاطین متحد ہو کر ایک ایک جگہ کے اہل ایمان کو پچھاڑ کر ختم کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ کبھی کبھی پاکستان کے حالات پر سوچتا ہوں کہ پاکستان کو صرف احراری جذبہ ہی بچا سکتا ہے۔ یعنی ''خود آگاہ خدا بین وخدا مست'' نہ کہ سیاسی اقتدار کا چسکہ لگے لوگ نہ خاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات کے شیدائی، نہ مدارس وجامعات کے قرون وسطیٰ کے پس منظر کے تیار کردہ نصاب کا رٹا لگانے والے لیکن کہیں ٹیم کی تیاری کی طرف توجہ نہیں دی جارہی۔ ضرورت ہے کہ امت کے تمام طبقات کو آواز دی جائے۔ خاص طور پر نئی نسل کو اور آخری دور کے نبوی (ﷺ) ہدایت کے مطابق **(علیکم بانفسکم)**

---

* چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

(۱) لیگی حکمرانوں کے انتقام سے بچانا ہی مقصود تھا۔ ۱۹۵۱ء میں قادیانی سر ظفر اللہ کی قیادت میں پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہوگئے۔ اب بھی پاکستان میں یہی صورتِ حال ہے۔ (ادارہ)

کی بازی لگا دینے کا وقت آ گیا ہے۔ ختم نبوت کا کام تو ہر صاحبِ ایمان کا ہے۔ احرار کے لیے صرف یہی شعار یا اختصاص مناسب نہیں۔ ویسے یہ بات آج تک سمجھ میں نہ آسکی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خانوادہ کو باہر رکھا جائے۔ ضرور کہیں چوک ہوئی ہے یا نوکر شاہی کی کارستانی (۱) شاہین کی نگاہ اصل شکار پر رہنی چاہیے۔ بلند نگاہی کے ساتھ بے لوثی، جذبۂ حریت، بے جگری، تونگری کی جگہ قلندری یہی تو احرار کی متاعِ گم گشتہ ہے۔ ان صفات کے حامل لوگ ہی پاکستان کو بچا سکتے ہیں جو تیزی سے اسلام کے بجائے صیہونی و صلیبی شیاطین کا قلعہ بنتا جا رہا ہے۔

روانی میں جانے کیا لکھ گیا۔ اصل تو آپ حضرات کو مبارک باد دینی تھی۔ اپریل کے ''نقیبِ ختم نبوت'' کے شمارے میں آپ دوستوں کی کارکردگی دیکھ کر امید کے چراغ کی لَو تیز ہوئی ہے۔ خدا کرے جلد یہ شعلہ جوالہ بن جائے۔ بندہ نے ایک خاص موضوع پر آج کل میں ہی ایک مضمون لکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ وقت کا نہایت اہم سوال و چیلنج ہے۔ اس پر کسی طور مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اگر پسند آ جائے تو ''نقیبِ ختم نبوت'' میں دے سکتے ہیں۔ بندہ کی جانب سے حضرت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، مولانا محمد مغیرہ اور حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون، دعا کی استدعا۔

فقط والسلام

محتاجِ دعا

محمد عیسیٰ منصوری

(۱) مولانا کا تجزیہ درست ہے۔ (ادارہ)

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

- دنیا کے تیز ترین زیرِ آب ایرانی میزائل کا تجربہ۔(ایک خبر)
- امریکہ اور اسرائیل کی نیندیں حرام
- ہری پور میں زہریلی شراب پینے سے تین دوست موقع پر ہلاک۔(ایک خبر)
- ہائے افسوس! روشن خیالی کی نذر ہو گئے۔
- نبی کریم ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔(وزیراعظم شوکت عزیز)
- اُس وزیراعظم کا بیان جس کے دور میں فضائیہ میں نبی کریم ﷺ کی محبت (داڑھی) پر پابندی ہے۔
- اب کوئی ڈاکٹر قدیر پیدا نہیں ہوگا۔(امریکی سفیر)
- پاگل کو پتا ہی نہیں کہ اللہ فرعون کے گھر میں بھی موسیٰ علیہ السلام پیدا کرنے پر قادر ہے۔
- کینیڈا (ٹورنٹو) میں ہونے والے مس پاکستان مقابلے کی ونر سحر محمود کا خوبصورت انداز۔(ایک تصویر)
- ترقی پسندی، اعتدال پسندی اور روشن خیال نظریۂ پاکستان کا ایک خوبصورت مظاہرہ!
- برڈ فلو کا سبب بننے والی سؤر کے گوشت سے تیار ہونے والی پولٹری فیڈ پکڑی گئی۔(ایک خبر)
- سؤر کے گوشت سے تیار پولٹری فیڈ پر پلے ہوئے چرغے مرغے کھانے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ!
- بینک والے فی بل ۹ فیصد کمیشن لیتے ہیں، جس کا بوجھ صارفین پر ہے۔(چیف جسٹس سپریم کورٹ)
- بینکار حکومت کا عوام کے ساتھ حُسنِ سلوک ملاحظہ ہو!
- ملتان کو اسلام آباد اور لاہور کی سطح پر لائیں گے۔(فیصل مختار)
- ''فحاشی اور بے حیائی کا مرکز بنائیں گے!''
- پاک فضائیہ میں داڑھی رکھنا منع نہیں۔ پائلٹ کے لیے کچھ پابندیاں ہیں۔(سیکرٹری دفاع)
- رسولِ پاک ﷺ کی سنت پر پابندی کا کس ڈھٹائی سے اقرار کیا جاتا ہے۔
- سٹیل مل کی نجکاری میں ۴۵ ارب روپے کی زمین مفت دے دی گئی۔(ریاض فتیانہ)
- پاک عرب فیکٹری ملتان میں بھی یہی کچھ کیا گیا۔ اندھا بانٹے ریوڑیاں ہر اپنے ہی کو دے!

حکیم محمد قاسم
ناظم نشریات مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

قادیانیت کی تبلیغ کے لیے نئی بیساکھیاں

بے شرمی، ڈھٹائی اور ضمیر فروشی کے سانچوں میں ڈھلے اور خوشہ چینی، حاشیہ برداری اور علت معکوس میں پلے بڑھے لوگوں سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایسی رذیل خصلتوں کے حامل سُفہا ہمارے دینی ماحول میں بھی گھس آئے ہیں۔ شہرت اور جاہ و منصب کے ان بھوکوں کی گزران اکل حرام اور کذب بیانی پر ہی ہوتی ہے۔ یہ ایک مافیا ہے جو ہمارے دینی ماحول کو اپنی پیشہ ورانہ مہارت سے گدلا کرنے کی مذموم سعی میں مصروف ہے۔

گزشتہ مہینے چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام برپا ہونے والے ''معرکۂ تحفظ ختم نبوت'' کے موقع پر بعض معروف پیشہ ور بہروپیوں نے حسب سابق وحسب عادت اس ساری مہم کو بھی اپنے کھاتے میں ڈالنے کے لیے اخباری بیانات کا موہوم سہارا لینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ حتیٰ کہ سراسر خلاف واقعہ اس معرکہ میں اپنی شرکت کا دعویٰ بھی کرنے لگے۔ اگر ضمیر نام کی کوئی چیز باقی ہو تو ہم چاہیں گے کہ وہ اس سے رجوع کر کے اپنے آپ سے خود ہی پوچھ لیں کہ وہ اُس وقت کہاں تھے؟ اور اب کہاں ہیں؟ ہاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین (ادارہ)

۲/اپریل ۲۰۰۶ء بروز اتوار چیچہ وطنی میں مشہور قادیانی عامر حفیظ باجوہ کی رہائش گاہ واقع بلاک نمبر۱۳ گلی نمبر۲ میں ''پاکستان فرینڈز فورم برائے انقلابی اصلاحات'' اور ''پاکستان قومی تحریک'' کے نام سے قادیانیوں نے ایک تبلیغی پروگرام رکھا۔ جس کے دعوت نامے شہر بھر میں چیدہ چیدہ شخصیات کو دیئے گئے اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے دعوت نامے پر میزبانوں میں مقامی سطح پر معروف مسلمان سیاسی شخصیات کے نام دیئے گئے۔

نمازِ ظہر سے پہلے اس پروگرام کی اطلاع قدرے تاخیر سے مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنماؤں کو ہوئی تو بلا تاخیر مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کی سربراہی میں حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، حکیم محمد قاسم، ابونعمان چیمہ، محمد سعید، مولانا محمد منظور، سید میر رمیز احمد اور دیگر احرار کارکن جائے اجتماع پر پہنچے اور حالات کا جائزہ لیا دریں اثناء کچھ مسلمان اجتماع گاہ سے نکلے تو احرار رضا کاروں نے ان کی توجہ اصل صورتحال کی طرف مبذول کروائی اور ضروری معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ عمومی پروگرام ختم ہو چکا ہے اور آج کے چیف گیسٹ اندر خصوصی گفتگو میں مصروف ہیں اور مذکورہ ناموں سے چھپوایا گیا لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال جان کر احرار رضا کاروں نے نعرۂ تکبیر، ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا اور مقامی آبادی کے مسلمان یہ صورتحال دیکھ کر گھروں سے باہر نکل کر اس احتجاج میں شامل ہو گئے۔

بعد ازاں احرار رہنما مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ نے مرزائیوں کے اجتماع گاہ کے بالکل سامنے کھڑے

ہوکراحرار کارکنوں سے مختصر خطاب کیا کہ قادیانی جس بہروپ میں بھی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے، ہم اللہ کے فضل وکرم سے ان کی ہر سازش کو ناکام بنائیں گے اور مقامی مسلمان آبادی کو مذکورہ بالا قادیانی تبلیغی اجتماع سے اور مرزائیوں کے تبلیغی طریقہ واردات سے باخبر کیا۔ بعد میں عوام نے یہ صورت جان کر بھرپور نعرے بازی کی اور اسی صورت حال کو دیکھ کر وہاں موجود مسلمان جو دھوکے سے یہاں آ گئے تھے، باہر نکل آئے اور اس طرح قادیانیوں کی ایک اور سازش ناکام بنادی گئی۔ الحمدللہ اس دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ سامنے نہیں آیا اور نہ ہی کسی طرح قانون کو ہاتھ میں لینے دیا گیا۔

بعدازاں دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد بلاک ۱۲ میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، جس میں مذکورہ بالا واقعے کی مذمت کی گئی اور یہ طے کیا کہ جن مسلمانوں نے قادیانیوں کے دھوکے میں آ کر وہاں شرکت کی ہے، ان سے رابطہ کرکے قادیانیوں کی سازشوں کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد دو مقامی صحافی جناب عبدالرحمٰن عابد اور نوید رضوان جو کہ وہاں قادیانیوں کے اجتماع میں موجود تھے، انہوں نے دفتر احرار پہنچ کر ساری صورتحال بیان کی اور اس طرح وہاں اپنے چلے جانے پر شرمندگی کا اظہار کیا اور کہا کہ جو مسلمان وہاں گئے تھے۔ انہیں کل ۳ر اپریل ۲۰۰۶ء کو ظہر کے بعد مرکزی مسجد عثمانیہ میں مدعو کرنے کی ذمہ داری ہمیں دے دیں تاکہ ہم شرکاء کو اصل صورتحال سے باخبر کرنے کے لیے خود جا کر انہیں مرکزی مسجد عثمانیہ آنے کی دعوت دیں۔ چنانچہ ان صحافی حضرات نے یہ ذمہ داری پوری طرح نبھائی۔ اس طرح سوموار کو ظہر کی نماز کے بعد مرکزی مسجد عثمانیہ اکثر حضرات پہنچ گئے جو اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آ سکے۔ انہوں نے زبانی طور پر اس پروگرام کی دعوت دینے والوں کے سامنے خود کو قادیانیوں کی تمام سرگرمیوں سے بری قرار دیا اور اس دھوکے میں آ جانے پر نہ صرف شرمندگی کا اظہار کیا بلکہ یقین دلایا کہ کبھی بھی ایسی تقریبات میں ہرگز شرکت نہ کریں گے اور اس بات کا بھی اعلان کیا کہ وہ اپنے اس فعل پر اپنے رب کے حضور شرمندگی کے ساتھ ساتھ استغفار کرتے ہیں اور جو حضرات عثمانیہ مسجد آئے، ان کے سامنے حافظ عابد مسعود ڈوگر نے تفصیل کے ساتھ یہ بات رکھی کہ قادیانی ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی وجہ سے اور مسلمانوں کو دھوکے اور فریب سے پھنسانے کے لیے انسانی حقوق، فروغ جمہوریت، معاشرتی زندگی میں عدم مساوات، حقوق نسواں اور سیاسی ومعاشرتی مسائل کے خاتمے کے لیے اصلاحی جدوجہد کی آڑ لے کر اپنا تبلیغی کام کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کو ان عنوانات کے ذریعے خدمت خلق کے نام پر اپنے قریب کرکے ان کے ساتھ معاشرتی اور گھریلو تعلقات قائم کرکے ایسے افراد کی روزمرہ کی پریشانیوں اور مسائل کے حل کے بہانے انہیں قادیانیت کی دعوت دے کر اسلام سے برگشتہ کرتے ہیں۔ سینکڑوں لوگ ان کے جھانسے میں آ کر بیرون ملک خصوصی طور پر اور اندرون ملک عمومی طور پر سیٹل منٹ کے چکر میں اپنا ایمان گنوا بیٹھے ہیں۔ اس لیے آپ حضرات کو انہوں نے غلط طور پر دھوکے سے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم آپ کو خبردار کرتے ہیں تاکہ آپ کا اور ہمارا اصل اثاثہ ایمان اور عقیدہ ختم نبوت ان قادیانی ڈاکوؤں کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں مذکورہ بالا مسائل کے حوالہ سے لکھا ہے: ''ہماری اپنی غیرت

کے خلاف ہے کہ ہم مرزائیوں کے ساتھ کسی بھی قسم کا میل جول رکھیں۔‘‘

یہ تو تھی تفصیل اس اجتماع کی جو گزشتہ ماہ کو چیچہ وطنی میں منعقد ہوا۔

ایک گزارش پڑھنے والوں سے ہے کہ آپ حضرات اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر رکھیں اور پر امن طریقہ سے اپنے شہر، گاؤں، گلی، محلّہ میں اگر کسی قسم کی قادیانی تبلیغی سرگرمیاں نظر آئیں تو فوراً اس کی اطلاع دفاتر احرار و مراکزِ ختم نبوت کو دیں۔ تاکہ ان کے سدباب کے لیے پرامن قانونی راستہ اختیار کیا جائے۔ یاد رکھیں کہ قادیانی آئین پاکستان کی رو سے نہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ قانون ان کو اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ یہ اپنی تبلیغ کر سکیں۔ اسلامی شعائر مثلاً کلمہ، اذان وغیرہ کو استعمال کر سکے۔ ان کی کوئی بھی مذہبی سرگرمی جس کی قانون میں ممانعت ہے۔ اگر آپ کے علم میں آئے تو اس کی اطلاع ہمیں دیں اور درج ذیل تنظیموں کے نام پر اگر کوئی سرگرمی آپ کے علم میں آئے، اس کی بھی اطلاع دیں۔

(۱) پاکستان فرینڈز فورم برائے انقلابی اصلاحات (۲) پاکستان قومی تحریک (۳) آواز خلق

یہ سارے نام قادیانیوں کے زیر استعمال ہیں۔ ان تنظیموں کے اپنے تقسیم کردہ لٹریچر میں درج ہے کہ اہم عہدوں پر مشہور قادیانی فائز ہیں۔ اس لیے اس دھوکہ میں نہ آئیں۔ اگر آپ کو کوئی سماجی خدمت اور انقلابی کام کا جذبہ ہو تو اس کے لیے مسلمانوں کے اپنے بہت اچھے ادارے اور جماعتیں موجود ہیں۔ ان سے استفادہ کریں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہر دم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی توفیق دے۔ (آمین)

علاوہ ازیں شہر کے مختلف دینی و سیاسی اور سماجی و شہری حلقوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے خلاف تنہا مجلس احرار اسلام کے اس بروقت اقدام پر مبارکباد دی اور اس کامیابی و سعی کو سراہا۔ یاد رہے کہ پچیس سال قبل بھی قادیانیوں نے مرزا طاہر کو نواحی چک نمبر ۳۰۔۱۱ میں ایسی ہی ایک تقریب میں مدعو کیا تھا۔ اس وقت مجاہدِ ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ کی قیادت میں احرار رضا کاروں نے چند گھنٹوں میں سخت احتجاج اور ردِّ عمل کا اظہار کیا۔ دیگر دینی جماعتوں اور شہریوں کے بھرپور تعاون سے ایسی مہم چلائی کہ مرزا طاہر کو تحصیل چیچہ وطنی کی حدود سے باہر ہی ربوہ (چناب نگر) واپس جانا پڑا اور مرزائی ناکام ہوئے اور مسلمانوں کو تاریخی فتح نصیب ہوئی۔

ادارہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبار الاحرار

پروفیسر خالد شبیر احمد کے اعزاز میں شبانِ احرار اسلام کا عشائیہ:

ملتان (۲۹؍مارچ۔ رپورٹ: ہمدانی) جماعتِ احرار کے خواص میں سے ایک اس کے ارکان اور قائدین میں باہمی ربط اور ہم آہنگی بھی ہے اور یاد رہے کہ خاصہ اس وصف کو کہتے ہیں جو کسی ایک کے علاوہ باقیوں میں نہ پایا جائے۔ کسی بھی جماعت کے ارکان کے لیے اپنے تحریکی منہج سے آگاہی کا بنیادی ذریعہ ہمیشہ اپنے قائدین کے فرمودات ہوا کرتے ہیں۔ خاص اس مقصد کے حصول کے لیے شبانِ احرار اسلام ملتان کے کارکن ہر ماہ ایک عشائیے کا اہتمام کرتے ہیں، جس میں قیادت میں سے کسی ایک کو خصوصی مہمان بنایا جاتا ہے۔

شبانِ احرار اسلام ملتان کے کارکنوں کے زیر اہتمام ہونے والے ماہانہ عشائیے کے مہمانِ خصوصی اس بار مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد تھے۔ انہوں نے رات کا کھانا نوجوان کارکنان کے ساتھ کھایا۔ خاص طور پر اس تقریب میں مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری اور مدرسہ معمورہ کے خادم سید مرتضیٰ بخاری بھی موجود تھے۔

کھانے کے بعد پروفیسر صاحب نے شبانِ احرار کو خطاب فرمایا۔ رات گئے تک سوال و جواب کی نشست جاری رہی۔ شبانِ احرار اسلام کے کارکنوں نے نہایت بے تکلف ماحول میں اپنے ہر دلعزیز قائد سے سوالات بھی کیے۔

اکثر سوالات تحریک احرار کے شاندار ماضی اور تابدار تاریخ کے بارے میں تھے۔ انہوں نے قیامِ احرار، تحریکاتِ احرار، اکابرِ احرار اور تاریخِ احرار کے عنوانات پر نہایت فکر انگیز جوابات دیئے۔ جن میں واقعات، مشاہدات اور تجربات کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔

شبانِ احرار اسلام ملتان کے سرگرم کارکن حافظ اخلاق احمد نے از راہِ تفنن ایک دلچسپ سوال پوچھا کہ اگر آپ کو ملک کا صدر بنا دیا جائے تو آپ کیا کریں گے؟ اس کے جواب میں محترم ناظم اعلیٰ نے ایک دل نواز تبسم کے بعد فرمایا:

> ''اوّل تو ہم جس نظام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس میں کسی ملک کے کسی صدر کا کوئی تصور نہیں ''امیر المومنین'' ہے اور میں اپنے اندر ایسی کوئی خصوصیات نہیں پاتا، جس کی بنا پر میں اس عہدہ کا طلبگار ہوں۔ تاہم آپ کو پتا تو ہوگا ہی کہ اگر کسی احراری کو اختیار دے دیا جائے تو وہ کیا کرے گا؟''

محترم ناظم اعلیٰ کا یہ جواب اپنے پس منظر میں مکمل احراری سوچ کا حامل ہے۔ جس کے بنیادی ارکان خوفِ خدا حبِ رسول (ﷺ)، اتباعِ صحابہؓ کا جذبہ، روایتی احراری ولولہ وجوش اور انکساری ہیں۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ اس قسم کی تقریبات ہوتی رہنی چاہئیں۔ اس سے قائدین اور کارکنوں میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

تقریب کے اختتام پر شبانِ احرار سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء المنان بخاری، محمد طیب معاویہ، اخلاق احمد عبدالباسط، محمد جمیل، محمد طارق، علی مردان قریشی، محمد سلیمان اور محمد نعمان نے قائدِ محترم کا شکریہ ادا کیا۔

کفر و شرک نے دنیا کا امن تباہ کر دیا' اسلام ہی سلامتی کی ضمانت ہے

حکمران نبی کریم ﷺ کی غلامی قبول کر لیں' امریکی غلامی سے نجات مل جائے گی

صدر پرویز امریکی خوشنودی کے لیے پاکستان کا اسلامی تشخص مٹا رہے ہیں

گستاخانِ رسول کو انجام تک پہنچائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے

ملتان میں ''تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس'' سے مقررین کا خطاب

ملتان (۳۰/ مارچ :علی مردان قریشی) تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں عظیم الشان ''تحفظ ناموس رسالت (ﷺ) کانفرنس'' کی دونوں نشستوں کے مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ دین دشمن لابیوں ،منکرین ختم نبوت کی سازشوں اور عالمی کفر کی چیرہ دستیوں کے باوجود ہم تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔تبلیغ وجہاد ہمارا ماٹو ہے' شہادت قبول کر لیں گے لیکن اپنے مشن وموقف سے ہرگز دستبردار نہیں ہوں گے۔

کانفرنس کی صدارت مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کی جبکہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، وفاق المدارس پاکستان کے سیکرٹری جنرل قاری محمد حنیف جالندھری، اے آر ڈی کے نائب صدر نوابزادہ منصور احمد خان، مجلس علماء اہل سنت کے رہنما مولانا عبدالکریم ندیم ، جماعت اسلامی پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل راؤ محمد ظفر اقبال ،مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما علامہ خالد محمود ندیم، علامہ عنایت اللہ رحمانی، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، ڈنمارک سے آئے ہوئے پاکستانی دانشور محمد اسلم علی پوری، حاجی محمد ثقلین ،سید خالد مسعود گیلانی اور قاری عبدالرؤف نے خطاب کیا جبکہ حافظ محمد اکرم احرار، شیخ حسین اختر لدھیانوی اور حافظ عبدالعزیز نے ہدیہ نعت ونظم سے سامعین کے جذبوں کو گرمایا۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ توحید وختم نبوت پر ایمان دنیا میں امن کی ضمانت ہے۔ کفر وشرک نے دنیا کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔اسلام کا پیغام یہ ہے کہ بنی نوع انسان اللہ کی عبادت ،رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور مخلوق کی خدمت کے لیے وقف ہو جائیں۔نظامِ کفر کی بنیاد ناقص عقل پر ہے۔جبکہ اسلام کی بنیاد وحی پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کا انتخاب ہیں۔انتخابِ الٰہی نقص سے پاک ہے۔اسلام میں اللہ کی حاکمیت ہے۔انسانی حکومت کا کوئی تصور نہیں۔امریکہ ویورپ شرک کی بنیاد پر دنیا کا امن وسکون اور اخلاق تباہ کر رہے ہیں۔ہم دنیا کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔توہینِ رسالت سب سے بڑا جرم ہے۔بنی نوعِ انسان کی عزت کا تحفظ ،ناموسِ رسالت کے تحفظ میں مضمر ہے۔

۲۰۰۶ء ''تحفظ ختم نبوت کا سال'' ہے۔ مجلس احرار اسلام پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرے گی۔ حکمران حضور ﷺ کی غلامی قبول کر لیں تو امریکی غلامی سے نجات مل جائے گی۔ دین اور دینی قوتوں کے خلاف سامراج اور اس کے گماشتوں کی ہر سازش ناکام بنا دی جائے گی۔ مسلمان غلبۂ اسلام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ وزیرستان اور بلوچستان کی ہوائیں ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ حکمران بڑھکیں مارنے کی بجائے ملک بچانے کی فکر کریں۔

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ناموسِ رسالت کا تحفظ ہمارے ایمان کی اساس ہے۔ مسلمان اپنی جانیں نچھاور کر کے نبی کریم ﷺ کی ناموس کی حفاظت کریں گے۔ احرار اپنی درخشندہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے تحریک تحفظ ناموسِ رسالت میں کلیدی کردار ادا کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام جہاں حریت کی تاریخ ہے وہاں عشق نبی کی تاریخ بھی ہے۔ ہم کٹ تو سکتے ہیں لیکن ناموسِ نبی پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

نواب زادہ منصور احمد خان نے کہا کہ توہین کے پس منظر میں قادیانی واسرائیلی گٹھ جوڑ کارفرما ہے۔ مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے میں یہودی لابی ملوث ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر پرویز مشرف امریکی خوشنودی کے حصول کے لیے پاکستان کا اسلامی تشخص مٹانے کے درپے ہیں۔ پاکستان کو دنیا بھر میں تنہا کرنے میں حکمرانوں نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے، وہ ناقابل معافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بسنت، میراتھن ریس اور جشن بہاراں کے نام پر ملک میں فحاشی وعریانی اور بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پرامن مظاہروں کو پرتشدد بنانے میں حکومتی خفیہ ایجنسیوں کا بھیانک کردار ہے۔

قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ یورپ اور امریکہ کی غلط فہمی تھی کہ توہین آمیز فتنہ خیز خاکوں کے بعد مسلمان خاموشی سے بیٹھے رہیں گے، جب تک اس کے انجام تک نہیں پہنچ جاتے، ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حضور کی ناموس کے تحفظ کے لیے جان دینا اور جان لینا ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

مولانا عبدالکریم ندیم نے کہا نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم گستاخ ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کر دیں۔ مغرب کا معاشی بائیکاٹ کر کے ہی اسے شکست دی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ احرار کی تاریخ قربانی وایثار اور جہدِ مسلسل سے عبارت ہے۔ باطل کے خلاف ڈٹ جانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

راؤ محمد ظفر اقبال نے کہا کہ پوری دنیا کو آزادیٔ اظہار کا درس دینے والے مغرب کو خود معلوم نہیں کہ حقیقی آزادیٔ اظہار کیا چیز ہوتی ہے؟ حکومت توہین رسالت کے معاملے میں سنجیدہ نہیں۔ اُن کے نزدیک توہین آمیز خاکے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ توہین رسالت کی سزا، سزائے موت سے کم نہیں۔ مجلس احرار اسلام نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ان نازک حالات میں تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنسیں کر کے محبتِ نبوی کا عملی ثبوت دیا ہے۔

ڈنمارک سے آئے ہوئے ممتاز پاکستانی دانشور محمد اسلم علی پوری نے کہا کہ ڈنمارک میں قادیانیوں نے گستاخ کارٹونسٹوں سے بھرپور تعاون کیا ہے۔ امریکہ و برطانیہ کی طرف سے توہین آمیز خاکوں کے معاملے پر ڈنمارک اور دیگر گستاخ ممالک کی حمایت مسلم ممالک کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے منصب تحفظ ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس پر اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ آج صورت حال یہ ہے کہ فرعون اور نمرود نما اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں سے ان کا ایمان چھین رہی ہیں۔ مغرب ایک طرف تو حقوق انسانی کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف توہین رسالت میں ملوث ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ او آئی سی بین الاقوامی اسلامی عدالت قائم کر کے توہین رسالت کے مجرموں کو سزا دے۔ امریکہ مغرب سے زیادہ توہین رسالت کا مرتکب ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا یہ دوغلا پن حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ علامہ خالد محمود ندیم نے کہا کہ ہم غازی علم الدین بن کر ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ کریں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نبی کریم ﷺ سے محبت سے نہیں روک سکتی۔ علامہ عنایت اللہ رحمانی نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت و ناموسِ رسالت کے لیے مجلس احرار اسلام کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ناموسِ رسالت کے گستاخوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔

قادیانیت کا خمیر، انکارِ ختم نبوت اور انکارِ جہاد سے اٹھایا گیا ہے (محمد اسلم علی پوری)

چیچہ وطنی (یکم اپریل) ڈنمارک کے دانشور و صحافی اور ڈینش ختم نبوت فورم کے ڈائریکٹر محمد اسلم علی پوری نے کہا ہے کہ قادیانی لابی نے توہین آمیز خاکوں کے حوالے سے جو مکروہ اور گھناؤنا کردار ادا کیا ہے اور جس طرح کفر والحاد کے ساتھ کھڑی ہے، اس سے یہ بات ایک دفعہ پھر واضح ہوگئی ہے کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اس کا خمیر انکارِ جہاد اور انکارِ ختم نبوت سے اٹھایا گیا ہے اور یہود و نصاریٰ ہی اس کے اصل سپانسر ہیں۔ محمد اسلم علی پوری جو آج کل پاکستان کے دورے پر ہیں، نے دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی، مسیح موعود اور مہدی تو بہت دور کی بات ہے۔ مرزا قادیانی تو خود اپنی تفصیلات و تعلیمات کے حوالے سے ایک شریف انسان کہلانے کا بھی حق دار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغرب میں قادیانیت ترک کر کے دائرہ اسلام میں آنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی دجل و تلبیس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قادیانی کتب کو سبقاً پڑھا جائے اور ختم نبوت کے عنوان سے علمی و تحقیقی مجالس اور کورس منعقد کروائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی معاشرے میں آسمانی تعلیمات کے حوالے سے شعور و آگہی بڑھی ہے۔ نائن الیون کے بعد مطالعہ اسلام کا ذوق بڑھا ہے اور توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد سیرتِ رسول ﷺ کے مطالعے کی طلب بڑھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم جذباتیت کی بجائے تحمل و بردباری سے صورتحال کا حقیقی ادراک کریں اور نوجوان نسل کو دینی علوم و فنون سے منور کر کے آنے والے حالات و مشکلات کے لیے نئی صف بندی کے ذریعے ذہنی اور عملی طور پر تیار کریں۔ انہوں نے

سوال و جواب کی ایک نشست میں نوجوانوں کی تلقین کی کہ وہ مغربی تہذیب و کلچر اور فلسفہ و ثقافت کے سامنے بند باندھنے کے لیے تعلیم و تربیت کے ذریعے میڈیا یا ٹیکنالوجی پر دسترس حاصل کریں کہ بدلتی ہوئی عالمی صورتحال میں اس کے بغیر کام کو منظّم نہیں کیا جا سکتا۔ محمد اسلم علی پوری نے چیچہ وطنی میں مراکزِ احرار کا دورہ بھی کیا اور مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی منظّم دینی و تعلیمی اور تحریکی سرگرمیوں کو سراہا۔

نکاح کرنا سنت ہے‘ رسم نہیں۔ حق مہر نکاح کا بنیادی رکن ہے (سید عطاء المہیمن بخاری)

جلال پور پیروالا (رپورٹ: محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی) قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری گزشتہ ماہ قاری محمد یعقوب نقشبندی کے پوتے محمد حسن بن ابوبکر یوسف کی تقریب شادی خانہ آبادی پر تشریف لائے۔ نماز جمعہ کے بعد تقریب کے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نکاح کرنا سنت نبوی ہے۔ نکاح کی تقریبات میں رحمت دو عالم ﷺ کے فرامین پر عمل کرنا ضروری ہے۔ رسم و رواج اور خلاف شریعت کام کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے فرمان سے صریحاً صریح انکار اور گمراہی ہے۔ اس سے اجتناب بہت ہی ضروری ہے۔ قائدِ احرار نے فرمایا کہ بیویوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق‘ مہر ہے جو شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم تقریباً دو تولے آٹھ ماشے چاندی ہے اور زیادہ مہر کی کوئی مقدار نہیں۔ حیثیت کے مطابق جتنا مہر چاہیں رکھ سکتے ہیں کوئی نکاح مہر کے بغیر نہیں ہوتا۔ مہر دینے کی نیت نہ ہو تب بھی نکاح نہیں ہوتا۔ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا۔ پانچ سو درہم ایک سو اکیس تولے تین ماشے چاندی یا اس کے مساوی رقم ہے۔ مہر کی جتنی مقدار مقرر کر دی جائے تو اس کی مالیت مہر واجب ہو گی۔ اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بیوی کا مہر بھی شوہر کے ذمے اسی طرح کا ایک واجب الادا قرض ہے جس طرح دوسرے قرض واجب الادا ہوتے ہیں یوں تو بیوی اگر کل مہر یا کچھ حصہ بغیر کسی دباؤ کے شوہر کو معاف کر دے تو یہ اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن شروع ہی سے اسے واجب الادا نہ سمجھنا یا عورت سے اس کی مرضی کے خلاف کسی قسم کے دباؤ کے تحت مہر معاف کرانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ مہر مؤجل جو طے ہو جائے اس کا ادا کرنا مرد پر فرض عین ہے۔ اگر ادا نہیں کرے گا تو سخت گناہ گار اور موجب سزا ہو گا۔ جو مہر مقرر کر دیا گیا ہے خواہ پلاٹ مکان یا سونا چاندی اس کا ادا کرنا مرد کو ازحد لازمی ہے۔ وہ اس کی بیوی کی ملکیت ہے۔ بیوی کی ملکیت پر کوئی مرد کا وارث قابض نہیں ہو سکتا۔ اگر قابض ہو گا تو اللہ کے نزدیک سخت گناہ گار اور ابدی مجرم ہو گا۔ بیوی کی ملکیت جو مقرر ہو گئی ہے‘ وہ بیوی کی ہی ملکیت ہو گی۔ قائدِ احرار تقریب کے بعد مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے ناظم محمد عبدالرحمٰن جامی کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور کارکنان احرار سے خطاب فرمایا۔

جس طرح حرمت رسول کے لیے جان دینا ایمان ہے، اسی طرح جان لینا بھی ایمان ہے: عبدالرحمٰن جامی

جلال پور پیروالا: مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے ناظم محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے کہا ہے کہ قادیانی دھرتی پر چلتا پھرتا اہانت رسول ﷺ کا نشان ہیں۔ جب تک ایک بھی مرزائی باقی ہے، ختم نبوت کے تحفظ کی جنگ جاری رہے گا۔ اگر انگریز کا ڈیڑھ سوسالہ اقتدار مسجد، مدرسہ اور مولوی کا کردار ختم نہیں کر سکا تو امریکی سامراج سے بھی ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ رحمت دوجہاں ﷺ سے نسبت بڑا اعزاز ہے۔ یورپ دلِ مسلم سے حب رسول کھرچنا چاہتا ہے۔ شمع رسالت ﷺ کے پروانے تنقیص پیغمبر کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ رسول (ﷺ) کی عظمت پر جس طرح جان دینا ایمان ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی شان کے لیے جان لینا بھی عین ایمان ہے۔

یہودی عزائم کی تکمیل کے لیے حکمران اپنی قوم کو قتل کر رہے ہیں: قاری ظہور رحیم عثمانی

لیاقت پور: پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو مذہب کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان دشمنانِ اسلام کی نظر میں کھٹکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام لیاقت پور کے امیر قاری ظہور رحیم عثمانی نے جامع مسجد قادریہ میں کارکنانِ احرار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی عالمی صیہونی تحریک کے آلہ کار یورپ کے تربیت یافتہ اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانیت' یہودیت کے مکروفریب اور دجل کا نام ہے۔ یہ برطانوی سامراج کا پیدا کردہ اسلام دشمن سیاسی وسازشی گروہ اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ مسلمانانِ عالم کو سب سے زیادہ نقصان مرزائیت نے پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگِ انسانیت اور ملت اسلامیہ کے لیے ناسور اور ایمان کے لیے زہر قاتل ہے۔ قادیانیت رحمت دوعالم ﷺ سے بغض وعناد اور منصبِ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کا نام ہے۔

مغرب کا فکری الحاد عقیدہ وایمان کی موت ہے۔ قایانی' یورپ کے دیسی گماشتے ہیں (سید کفیل بخاری/عبداللطیف خالد)

بورے والا (۴/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ اس وقت دنیائے کفر' اسلام کے خلاف متحد ہے اور نت نئے فتنوں کو پروان چڑھا رہی ہے۔ انکارِ ختم نبوت، انکارِ حدیث اور بغض صحابہ، اسلام کے خلاف اٹھنے والے بڑے فتنے ہیں۔ ان کا مقابلہ قرآن وحدیث اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ وہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد ڈی بلاک بورے والا میں ''تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس'' سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت' عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ جس کی پشت پر یورپ اور اس کے دیسی گماشتے قادیانی سرگرم ہیں۔ مجلس احرار اسلام پوری قوت سے ان فتنوں کا مقابلہ کرے گی۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی' امریکہ وبرطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔ مغرب کا فکری الحاد' عقیدہ وایمان کی موت ہے۔ مسلمان' مغرب کی سازشوں کو سمجھیں اور جدید ذرائع ابلاغ

سے مضبوط فکری و علمی بنیاد پر اس سیلاب کو روکیں۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ ہم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی روشن کی ہوئی شمع کو بجھنے نہ دیں گے۔ موت قبول کر لیں گے لیکن کفر سے مفاہمت نہیں کریں گے۔ ناموسِ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہماری ایمانی غیرت اور دینی حمیت کا تقاضا ہے۔ مجلس احرار اسلام کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا مسعود احمد راشدی نے کی جبکہ جامعہ حنفیہ کے مہتمم مولانا محمد طیب، احرار رہنما مولانا عبدالنعیم نعمانی، صاحبزادہ محمود قادری، جماعتِ اسلامی وہاڑی کے نائب امیر چودھری عبداللطیف، مفتی محمد مقبول نعیمی، مفتی عبدالرحمٰن، قاری عمران صدیقی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ جبکہ حافظ محمد اکرم احرار نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

مسلمانوں کو عالم کفر کی تقلید کی بجائے رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانا چاہیے: سید عطاء المہیمن بخاری

جھنگ (۷/اپریل) جھنگ میں ''تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مسلمانانِ عالم کو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے رسول کریم ﷺ کی پیروی کرنا لازم ہے اور اسی میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت ہے ورنہ مال و زر تو کفار کے پاس بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمران اہل اسلام کی دینی غیرت و حمیت کا جنازہ نکالنے کے درپے ہیں۔ مولانا محمد یوسف احرار اور مولانا محمد مغیرہ نے اپنے خطاب میں توہین رسالت کی مرتکب کفریہ طاقتوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ کانفرنس سے مولانا عبدالغفار سیال، قاری محمد اصغر عثمانی اور مولانا محمد اسحاق ظفر نے بھی خطاب کیا۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نہ شروع ہوتی تو ملک قادیانی سٹیٹ بن چکا ہوتا
مسلم لیگ کا دامن ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کے خون سے داغدار ہے
دینی سیاست کو سیکولر سیاست پر قربان کرنے والے امت کے مجرم ہیں

چناب نگر میں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' سے قائدِ احرار اور دیگر مقررین کا خطاب

چناب نگر (۱۰/اپریل) تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کی یاد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ دو روزہ عظیم الشان ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الہامی احکامات اور قرآنی تعلیمات کے سامنے انسانی عقل کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسلام کی نظریاتی و فکری بالادستی پوری طرح قائم ہے۔ فرعون و نمرود کا کردار ادا کرنے والی قوتیں اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت نہ چلتی اور دس ہزار فرزندانِ اسلام اپنا مقدس خون دے کر اس ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کا دفاع نہ کرتے تو آج پاکستان

قادیانی سٹیٹ بن چکا ہوتا۔انہوں نے کہا کہ قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے ۱۹۵۲ء میں بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خان نے کراچی میں اسلام کو مردہ مذہب قرار دیا اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا' تب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتبِ فکر کو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے متحد کر کے تحریک چلائی اور قادیانی سازش کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کا دامن ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کے خون سے داغدار ہے اور ہم مسلم لیگ کے اس مکروہ کردار کو کبھی بھی نہیں بھلا سکتے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ موجودہ حکومت مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی بجائے امریکی تابعداری میں سبقت لے جانے میں لگی ہوئی ہے۔صدر پرویز فوج کے ماٹو اور ملک کے نظریاتی تشخص کی تباہی کے عالمی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔وہ اقتدار اور اختیار کے نشے میں زیادہ بدمست ہو چکے ہیں مگر ہم شہداء ختم نبوت کے وارث ہیں اور شہداء کے متعین کردہ اہداف کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔

کالعدم ملتِ اسلامیہ کے مرکزی رہنما قاری شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ حالیہ تحریک تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) ہمارے ایمان کی علامت ہے۔عالم کفر نے توہین آمیز اور فتنہ خیز خاکے شائع کر کے پوری انسانیت کی توہین کی ہے لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس ایشو پر مثالی ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ مسئلہ امت میں بیداری کا موجب بن رہا ہے۔انہوں نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبوت و رسالت اور وحی کے گواہ ہیں اور گواہوں کو مشکوک کہنے والے دراصل اسلام کے مقدمے کو ہی کمزور کرنا چاہتے ہیں۔مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اسحاق ظفر، حافظ عبدالرحیم نیاز اور دیگر مقررین نے کہا کہ حکومت قادیانیوں کی ارتدادی کارروائیوں کو سپانسر کر رہی ہے اور سی بی آر، پی آئی اے اور کئی دوسرے محکموں میں قادیانیوں کو پلانٹ کیا گیا ہے اور بعض حساس عہدوں پر دین دشمنوں کو مسلط کیا گیا ہے۔مقررین نے الزام لگایا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانی امتناع قادیانیت ایکٹ کی علانیہ خلاف ورزی کر رہے ہیں۔مقررین نے کہا کہ اس صورتحال کے پیش نظر مجلس احرار اسلام تحفظ ختم نبوت کے فریضہ سے کسی صورت دستبردار نہیں ہو سکتی۔بھاری مینڈیٹ اور مضبوط کرسی والے نہ رہے تو اس حکمران کو تکبر اور ہمسائے مسلمانوں کو مروانے کا عمل لے ڈوبے گا۔

کانفرنس میں ملک بھر سے فرزندان اسلام قافلوں کی شکل میں شریک ہوئے اور چناب نگر کی فضا ختم نبوت زندہ باد فلک شگاف نعروں سے گونجتی رہی۔کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

کفر و استبداد سے مقابلے کے لیے جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا پر دسترس ضروری ہے

موجودہ حکومت امت مسلمہ کے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکی

ختم نبوت کا عقیدہ وحدت امت کی علامت ہے

موت قبول ہے لیکن ناموسِ رسالت (ﷺ) پر پیچھے نہیں ہٹیں گے

چناب نگر(۱۱راپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں منعقد ہونے والی سالانہ دوروزہ عظیم الشان ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' کی آخری دونشستوں کی صدارت قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد نے جبکہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ مولانا عبدالحفیظ مکی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاضی ارشد الحسینی (اٹک)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبداللہ لدھیانوی، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد یوسف احرار، قاری جلیل الرحمٰن اختر، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالرزاق، مولانا کریم اللہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، مولانا منظور احمد اور محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک)، قاری شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا محمد اسحاق ظفر، حافظ عبدالرحیم نیاز سمیت دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔

مولانا عبدالحفیظ مکی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی قرآنی تعلیمات سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ ہمیں امریکہ اور طاغوت کا خوف دل سے نکال کر خالص جذبۂ ایمان کے ساتھ میدان میں آنا چاہیے اور کفر واستبداد کا مقابلہ کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا پر دسترس حاصل کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے ۱۹۵۳ء میں خون سے سڑکوں کو لالہ زار کر کے جس جرأت اور استقامت کے ساتھ پاکستان پر قادیانی قبضے کی بین الاقوامی سازش کو ناکام بنایا اور ایثار وقربانی کی ایک نئی تاریخ رقم کی اس کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ وحدت امت کی علامت ہے اور موجودہ حکومت تحریک تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے سلسلہ میں امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی نہیں کر سکی۔ لہٰذا موجودہ قیادت کو قوم پر مسلط رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد پوری دنیا پر واضح ہوگیا ہے کہ مسلمان جتنا بھی بے عمل اور کمزور ہو جائے لیکن وہ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے ساتھ اپنی وابستگی کو کسی صورت بھی کمزور نہیں ہونے دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ''جذبات'' ''رویئے اور عقیدے'' سے پیدا ہوتے ہیں۔ امریکہ اور مغرب کے رویے انسان اور اسلام دشمنی کے مظہر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور جناب نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ہمارا مضبوط تعلق ختم نبوت قائم ہے اور دنیا میں ایک بار پھر یہ منظر دیکھا گیا ہے کہ عوام نے کس طرح جذبات کا اظہار کیا ہے۔ دراصل مغرب نے ٹیسٹ کیا ہے کہ مسلمان کہاں کھڑے ہیں لیکن ساری دنیا کو معلوم ہوگیا ہے کہ مسلمان اپنے مرکزِ عقیدت کے ساتھ کیسی کمٹمنٹ رکھتے ہیں۔ عالم کفر کی طرف سے اس امتحان میں عوام کامیاب ہوئے ہیں اور ناکام حکمرانوں نے توہین آمیز خاکوں کے مسئلہ پر امتِ مسلمہ کے عالمی احتجاج وجذبات کی عکاسی نہیں کی۔ اس لیے کہ وہ عالمِ کفر کے رحم پر حکمرانی کے

تخت بچائے ہوئے ہیں۔آخر کار یہ تخت گر کر رہیں گے اور کامیابی عوام کی ہوگی۔انہوں نے کہا کہ احرار ایک تحریک اور تاریخ کا نام ہے اور تاریخ کے اس تسلسل کو جاری رکھنے پر میں مجلس احرار اسلام کی قیادت کو مبارک باد بھی دیتا ہوں اور ہم آہنگی کا اظہار بھی کرتا ہوں۔

مولانا قاضی ارشد الحسینی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے شہداء ختم نبوت اور اکابر احرار نے امت کے چودہ سو سالہ اجماعی عقیدے کو بچایا اور ملک کے خلاف ہونے والی خطرناک سازشوں کا بھی مقابلہ کیا۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے مردانِ حق ان حالات میں زیادہ یاد آرہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نا مساعد حالات میں کلمہ حق کا فریضہ ادا کرنے والے افضل ترین جہاد کر رہے ہیں۔صورتحال سے مقابلہ گھبرانے سے نہیں بلکہ صبر وہمت اور استقلال سے کرنا پڑے گا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ دینی سیاست کو سیکولر سیاست پر قربان کرنے والے پوری امت کے مجرم ہیں۔ سیاست کو سیاہ ست بنا دیا گیا ہے اور تجارتی بنیادوں پر سیاست کرنے والوں نے دین وسیاست کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے خلاف ہماری تحریک ہمارا انسانی ودینی اور آئینی حق ہے کیونکہ قادیانی اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے نام پر متعارف کروا رہے ہیں۔قادیانی اپنے آپ کو مسلمان اور دنیا کے سوا ارب مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ موجودہ حکومت قادیانیوں کو سیاسی کردار دینے کی سازش کر رہی ہے۔قادیانی اسلام کے غدار اور آئین اور ملک کے باغی ہیں۔شریعت کی رو سے یہ مرتد ہیں اور ہم اُن کے ساتھ اُسی سلوک کے خواہاں ہیں جو خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے ساتھ روا رکھا تھا۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے مقدس خون سے جو اہداف متعین کیے تھے ہماری منزل وہی ہے اور جنرل اعظم، دولتانہ، خواجہ ناظم الدین اور مسلم لیگ کی قیادت نے ۱۹۵۳ء میں دس ہزار نہتے مسلمانوں کو محض اس لیے خون سے لت پت کر دیا کہ وہ تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ)، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ظفر اللہ خان کو وزارتِ خارجہ سے الگ کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ قادیانی انسانی حقوق، فلاحی وتعلیمی کاموں اور این جی اوز کے پردوں میں ملک کی نظریاتی اساس اور جغرافیائی سرحدوں کے خلاف بڑا خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام دونوں ایک ہی ہیں

مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نے کہا کہ پاکستان بننے کے بعد ایک سازش کے تحت وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کے دور میں قادیانیوں کو ربوہ میں کوڑیوں کے بھاؤ زمینیں الاٹ کی گئیں۔ بیرون ملک سفارت خانوں میں قادیانی بھرتی کیے گئے۔سفارت خانے مرزائی ارتدادی تبلیغ کے اڈے بنا دیئے گئے۔تب شہداء ختم نبوت نے جان کی بازی لگا کر اس سازش

کا سدِ باب کیا۔انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام درحقیقت دونوں ایک ہی کام کی دو جماعتیں اور دونوں ایک ہی ہیں ۔ان دونوں کی کوششوں سے ربوہ میں ختم نبوت کا پرچم پوری آب وتاب کے ساتھ لہرارہا ہے ۔۱۹۵۳ء میں حکمرانوں نے مجلس احرار اسلام کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے جرم بے گناہی میں ریاستی تشدد کی انتہاء کردی ۔آج کا حکمران بھی امریکہ کی خوشنودی کے لیے مسلمانوں کو مار رہا ہے ۔یہ بھی اپنے انجامِ بد کو پہنچ کر رہے گا۔جو یہ بور ہے ہیں، وہی کاٹیں گے ختم نبوت کا کام تو چلتا رہے گا۔مجلس احرار اور مجلس تحفظ ختم نبوت اپنا مشن جاری رکھیں گے۔

قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور پوری دنیا میں یہودی مقاصد کے لیے قادیانی کام کررہے ہیں۔اسرائیلی فوج میں سینکڑوں قادیانی شامل ہیں اور قادیانی مشن اسرائیل میں امت مسلم کے مفادات کی قتل گاہ ہیں ۔قاری جمیل الرحمٰن اختر نے کہا کہ ربوہ میں بیٹھ کر قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرنا احرار کا جہاد ہے اور یہ جہاد جاری رہے گا۔

قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان (انڈیا) میں برٹش گورنمنٹ کی پابندیوں کے باوجود ختم نبوت کانفرنس کی تھی اور مسلمانوں کو بیدار کیا تھا۔آج ہم چناب نگر میں اُسی کام کو زندہ کررہے ہیں اور کفر کو بھاگنے پر مجبور کردیں گے۔

کانفرنس کے اختتام پر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد احرار چناب نگر سے حسبِ سابق فرزندانِ توحید، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشانِ احرار نے فقید المثال جلوس نکالا۔جلوس کے شرکاء نے بڑے بڑے بینرز اور مجلس احرار کے سرخ ہلالی پرچم اٹھا رکھے تھے۔جلوس کے شرکاء درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے نہایت پرامن اور منظم انداز میں ڈگری کالج کے قریب روڈ پر قطاریں بنائے ہوئے جب آگے بڑھے تو نعروں کی گونج نے عجیب سماں پیدا کردیا اور ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے چناب نگر گونج اٹھا۔''فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی، محمد (ﷺ) ہمارے بڑی شان والے، امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے'' جیسے نعرے لگاتا ہوا جلوس جب مرکزی قادیانی عبادت گاہ اقصیٰ چوک پہنچا تو بہت بڑے جلسۂ عام کی شکل اختیار کرگیا۔ جہاں سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں دعوتِ حق کا پیغام پہنچانے آئے ہیں کہ قادیانی گمراہی کا شکار ہیں ۔انہوں نے کہا کہ قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرنا ہمارے ایمان کا تقاضا ہے ۔مولانا محمد مغیرہ نے الزام عائد کیا کہ چناب نگر میں لاء اینڈ آرڈر پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اشتعال انگیز کارروائیوں میں مصروف ہیں۔انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی کو انگریز سامراج نے جہاد کی نفی کے لیے کھڑا کیا تھا۔سرکاری انتظامیہ اور پولیس جلوس کے ہمراہ تھی ۔قادیانی مارکیٹیں اور بازار بند ہوگئے تھے ۔تاہم گھروں کی چھتوں اور مکانوں کی کھڑکیوں سے قادیانی مرد وزن جلوس کا نظارہ کررہے تھے۔احرار گارڈز، ختم نبوت یوتھ فورس اور تحریک طلباء اسلام کے

کارکنوں نے سیکورٹی کے سخت انتظامات کر رکھے تھے۔ اپنے دوسرے پڑاؤ ''ایوانِ محمود'' کے عین سامنے جلوس پہنچا تو عظیم الشان جلسہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جہاں کارروائی کا آغاز حافظ عبدالقدیر قاضی کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اس لیے پیدا ہوا کہ قادیانیوں نے انڈیا میں مسلمانوں کی بجائے ہندوؤں کے ساتھ رہنا پسند کیا اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانیوں نے بیان دیا کہ ہم مسلمانوں سے الگ قومیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رائل فیملی غریب قادیانیوں کا بھی استحصال کر رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ دھوکہ دینے کے لیے مسیح موعود اور مہدی کا ڈھونگ رچایا جا رہا ہے۔ اس دھوکے سے اب پوری دنیا آگاہ ہو رہی ہے اور قادیانی ہر جگہ شکست سے دوچار ہیں۔

محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) نے کہا کہ قادیانی گروہ توہین آمیز خاکوں کے حوالے سے عالم کفر کے ساتھ کھڑا ہے اور جہاد کی نفی کر رہا ہے۔ مرزا قادیانی تو اپنی تعلیمات کے حوالے سے ایک شریف انسان بھی کہلوانے کا حق دار نہیں۔

قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے یہاں اختتامی خطاب میں کہا کہ ہماری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی و آئینی حیثیت تسلیم کر لیں تو اُن سے لڑائی کی نوعیت مختلف ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ اعلیٰ کلیدی عہدوں پر مسلط ہیں۔ چناب نگر سمیت پورے ملک میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ انبیاء کرام کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ عالمی سطح پر ہر اسلام دشمن لابی کے اندر قادیانی کام کر رہے ہیں۔ ایٹمی راز امریکہ کو پہنچانے کے ذمہ دار قادیانی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف مہم قادیانی شاخسانہ ہے۔ ملک وملت کے خلاف سازشیں کرنا قادیانیوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے پیچھے قادیانی عنصر بھی موجود ہے۔ ڈنمارک اور مغربی ممالک کی طرف سے توہین آمیز خاکوں کے مسئلہ پر قادیانی ہم آہنگی ریکارڈ پر آچکی ہے۔ ایسے میں ہم ہر ممکن مزاحمت کا اعلان کرتے ہیں۔ اگر قادیانی جناب نبی کریم، خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کے سامنے سرنگوں ہو جائیں تو ہم اپنے ادارے اُن کے سپرد کر دیں گے اور اُن کو بڑے بھائی جیسا احترام دیں گے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ہم موت تو قبول کر لیں گے لیکن مسئلہ ختم نبوت کی جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی لیڈر مرزا مسرور مرزا مفرور کا کردار ادا نہ کرے بلکہ واپس پاکستان آئے اور حالات کا مقابلہ کرے ہم تو شہداء ختم نبوت کے وارث ہیں اور پوری دنیا میں ختم نبوت کا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی جھلکیاں

☆ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے دوروزہ کانفرنس کا آغاز سید محمد کفیل بخاری کی افتتاحی تقریر سے ہوا۔

☆ شرکاءِ کانفرنس کے طعام کے لیے ٹینٹ لگا کر وسیع انتظام کیا گیا تھا۔ جس کی نگرانی مولانا محمد مغیرہ کررہے تھے۔

☆ اس سال کانفرنس میں ماضی کی نسبت شرکاء کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ان کا جوش وخروش بھی قابل دید تھا جس میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا ردّعمل بھی کارفرما تھا۔

☆ خیر مقدمی نعروں پرمبنی بینرز اور احرار کے سرخ پرچم بلند مقامات پر لہراتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

☆ مقررین نے توہین آمیز خاکوں کے ذمہ دار ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کے ساتھ ساتھ قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ اور قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی پرزور اپیل کی۔

☆ کانفرنس میں مقررین کی تقاریر کے دوران جذباتی مناظر بھی دیکھنے میں آتے رہے۔ مقررین جب تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) اور شہداء ۱۹۵۳ء کے علاوہ احرار رہنماؤں اور کارکنوں کے ایثار وقربانی، قید وبند کی صعوبتوں اور شہادتوں کا تذکرہ کرتے کرتے تو سامعین کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

☆ دو روزہ کانفرنس کی پریس کوریج کے لیے احرار کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کی سربراہی میں باقاعدہ میڈیا سیکشن قائم تھا جو مقامی صحافیوں کو بروقت تفصیلات مہیا کرتا رہا۔ تاہم بعض اخبارات کے قادیانی رپورٹرز کو کانفرنس کی کارروائی پہنچانے سے احتراز برتا گیا۔

☆ کانفرنس کے آخری روز پرامن اور پروقار جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کی جبکہ عبداللطیف خالد چیمہ اور چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ گاڑی میں اُن کے ہمراہ تھے۔ شرکاء جلوس شاہ جی کو دیکھ کر بے ساختہ نعرہ لگاتے ''بخاری تیرا قافلہ رُکا نہیں، تھما نہیں''

☆ فیصل آباد کے معروف سالار اشرف علی احرار اپنی پوری ٹیم کے ساتھ سیکورٹی کے فرائض احسن طور پر انجام دے رہے تھے۔

☆ احرار کے مرکزی جنرل سیکرٹری پروفیسر خالد شبیر احمد اور سید محمد کفیل بخاری جلوس کے انتظامات کی براہِ راست نگرانی کرتے رہے اور پرجوش نوجوانوں کو اشتعال انگیز نعروں سے سختی سے روکتے دکھائی دیئے۔

☆ جلسہ گاہ کے باہر نادر ونایاب اسلامی اور تاریخی کتب اور کیسٹیوں کے خوبصورت سٹال بھی لگائے گئے۔

☆ کانفرنس کی ایک منفرد بات یہ بھی تھی کہ اکثر مقررین نے اپنی تقریروں میں قادیانیوں کے خلاف جارحانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے انہیں بار بار دعوتِ اسلام پیش کی۔

☆ جلوس کے موقع پر قادیانی مارکیٹیں اور بازار بند رہے۔ تاہم کئی گھروں کی کھڑیوں سے قادیانی مرد وزن جلوس کا نظارہ کرتے رہے۔

☆ سرکاری طور پر جلوس کو پوری طرح مانیٹر کیا گیا اور پولیس کی طرف سے ویڈیو بھی بنائی گئی۔ تاہم منتظمین کی جانب سے کانفرنس اور جلوس کی نہ تو تصاویر بنائی گئیں اور نہ ہی فلم۔

☆ جلوس کا اختتام لاری اڈہ (سرگودھا روڈ) پر قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی دعا کے ساتھ ہوا۔

﴿تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی قراردادیں﴾

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کی یاد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چناب نگر میں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' کے اختتام پر منعقدہ قراردادیں منظور کی گئیں۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے صحافیوں کو بتایا کہ کانفرنس میں بڑھتی ہوئی شدید مہنگائی اور اشیاء خورونوش کی عدم دستیابی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ غریب کے خاتمے کے بجائے غربت کے خاتمے کے لیے فوری اور موثر اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔ کانفرنس میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو حکومتی مشینری کی ناکامی قرار دیا گیا۔

ایک قرارداد میں صدر پرویز مشرف کے اسلامی مسلمات اور شعائر اسلامی کے خلاف بیانات کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی۔ میڈیا پر عریانی وفحاشی کے سیلاب، میراتھن ریس اور عریاں مخلوط ماحول کی سرکاری پروجیکشن کو مغربی کلچر کے پھیلاؤ اور امریکی ایجنڈے کی تکمیل کا شاخسانہ قرار دے کر انہیں فوراً روکنے کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس کے شرکاء نے نعروں کی گونج میں حکومت کی نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر کفر پروری اور قادیانیت نوازی کے خلاف مزاحمت کا عزم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ حکومت ایسے بیانات واقدامات سے مکمل اجتناب کرے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح اور دل زخمی ہوں۔ ایک قرارداد میں عالم اسلام کے خلاف امریکی اور یورپی سامراجی قوتوں کی اسلام اور مسلم کش پالیسیوں کی پرزور مذمت کی گئی۔ عراق اور افغانستان میں جمہوریت کے نام پر جاری طاغوتی طاقتوں کے گھناؤنے کردار کی مذمت کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ امت مسلمہ پر جاری قیامت کی اس گھڑی میں دوٹوک مؤقف اختیار کرے اور اپنی پالیسیوں کو امت مسلمہ کے مفادات کے تابع کرے۔ شرکاء کانفرنس نے متفقہ طور پر مسئلہ کشمیر پر حکومت کے لچکدار رویے اور کمزور موقف اختیار کرنے کو ناپسند کرتے ہوئے اپیل کی کہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے اصولی مؤقف سے انحراف کی بجائے اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق کشمیری مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کیا جائے۔ ایک قرارداد میں روز افزوں غربت اور بے روزگاری پر انتہائی تشویش کا اظہار کیا گیا کہ حکمران وردی اور کرسی کے تحفظ کے لیے ہر ممکن جائز وناجائز اقدامات بروئے کار لارہے ہیں۔ جبکہ عوام غربت وافلاس کے گرداب میں پھنس کر نیم جاں ہوچکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ چینی سمیت اشیائے خورونوش کی

قیمتوں میں ہوش رُبا اضافے کو کنٹرول کر کے انہیں عام آدمی کی دسترس میں لایا جائے اور حکمران اپنے سامان تعیش کو یکسر ختم کر کے سادگی اور کفایت شعاری کو اپنائیں۔

ایک قرارداد میں ملک میں قادیانیوں کی طرف سے توہین رسالت (ﷺ) کی بڑھتی ہوئی شرمناک کارروائیوں پر حکومت کے نوٹس نہ لینے پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ ایک طرف منکرینِ ختم نبوت کھلم کھلا توہین رسالت (ﷺ) کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف حکمران روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا درس دے رہے ہیں۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ منکرین ختم نبوت کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔ اجتماع نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر موثر کرنے کی مذمت کرتے ہوئے اس کے آئینی کردار کو بحال کرنے کے مطالبہ کے ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے مطابق مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ ایک اور قرارداد میں ملک کے متعدد مقامات خصوصاً چناب نگر میں قانون امتناعِ قادیانیت کی کھلم کھلا خلاف ورزیوں کی روک تھام کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس میں عینو والی ضلع نارووال میں مسجد کے تنازع پر ایک مسلمان کے قتل کے ذمہ دار خالد ضیاء قادیانی جس کو پولیس نے رہا کر دیا ہے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور قتل کے ذمہ دار تمام ملزمان کی گرفتاری اور واقعہ کی غیر جانبدارانہ انکوائری کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز تھانہ اٹھارہ ہزاری میں گلزار شاہ قادیانی جو مسلسل توہین رسالت (ﷺ) کا مرتکب ہو رہا ہے کی گرفتاری اور قانون کے مطابق سزا کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ چناب نگر سے روزنامہ ''الفضل'' سمیت چھپنے والے تمام اخبارات و جرائد مسلسل توہین اسلام، توہین انبیاء کرام، توہین صحابہ کرام کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مطالبہ کیا گیا کہ تمام قادیانی اخبارات و جرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کیے جائیں اور پریس ضبط کیے جائیں۔ نیز قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا جائے۔ کانفرنس میں اس امر پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا کہ مختلف شہروں سے طالب علموں کو کھیلوں کے نام پر چناب نگر لا کر مرتد بنایا جا رہا ہے اور امریکہ، کینیڈا، جرمنی اور برطانیہ وغیرہ کے ویزوں کے لالچ دے کر ارتدادی تبلیغ کی جاتی ہے جبکہ قادیانی سرکاری ملازمین نے چناب نگر کے تعلیمی اداروں کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔ اس صورتحال کا سدِ باب کیا جائے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ کانفرنس میں واضح کیا گیا کہ پاکستان قومی تحریک اور پاکستان فرینڈز فورم برائے انقلابی اصلاحات قادیانیوں کی ذیلی تبلیغی تنظیمیں ہیں اور یہ مختلف روپ دھار کر سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں۔ نسیم احمد باجوہ جو مبینہ طور پر برطانوی شہریت کا حامل ہے اور امیگریشن سپورٹ اور ویزوں کے نام پر لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور نوجوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ ایسے عناصر سے بچنے کی ضرورت ہے جبکہ حکومت قانون کے مطابق ایسے افراد کے خلاف موثر کارروائی کرے۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ

قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔فوج اور سول کے تمام کلیدی عہدوں پر موجود چھے سو سے زائد قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ سابق جنرل جہانگیر کرامت اپنے عقیدے کی وضاحت کریں۔کانفرنس میں ایٹمی سائنسدانوں کے خلاف سرکاری پراپیگنڈہ مہم اور کردارکشی کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر سے پابندیاں ہٹائی جائیں اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ سے تمام قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔کانفرنس میں اقوامِ متحدہ سے اپیل کی گئی کہ وہ جناب نبی کریم ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام کی حرمت کا قانون بنائے اور بین الاقوامی سطح پر توہین انبیاء جرم قرار دیا جائے۔

آخری قرارداد میں ڈنمارک اور مغربی ممالک کی طرف سے توہین آمیز اور فتنہ خیز خاکے شائع کرنے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے توہین انسانیت سے تعبیر کیا گیا اور کہا گیا کہ پوری دنیا نے ایک بار پھر سے یہ منظر دیکھ لیا ہے کہ مسلمان ناموسِ رسالت ﷺ کے مسئلہ پر سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔قرارداد میں کہا گیا کہ حکومتِ پاکستان اور مسلم حکمران امت کے جذبات کی ترجمانی وعکاسی کرنے سے محروم رہے ہیں جبکہ عوام نے غیرت وحمیت کا مثالی مظاہرہ کیا ہے۔جو یقیناً ایمان کی علامت ہے۔تمام مسلم حکمرانوں سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے عالمی دباؤ سے نکل کر ''اوآئی سی'' کے پلیٹ فارم کو حقیقی بنیادوں پر منظّم کریں اور امت مسلمہ کے مسائل کا حقیقی ادراک کر کے نئی صف بندی کریں۔

سانحۂ کراچی حکومتی نااہلی کا ثبوت ہے (مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان)

ڈیرہ اسماعیل خان (۱۳/اپریل) مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک ہنگامی اجلاس منعقدہ طور پر سانحۂ کراچی پر انتہائی غم وصدمے کا اظہار کیا گیا۔اعلامیہ میں کہا گیا کہ حکمران ملک میں امن وامان برقرار رکھنے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ملک پر قادیانی دہشت گردوں کا قبضہ وراج تھا۔ایک تسلسل کے ساتھ علماء کو قتل کیا جا رہا ہے اور دینی رہنماؤں کو راستے سے ہٹایا جا رہا ہے۔اعلامیہ میں کہا گیا کہ ایسے شرمناک مظالم سے دین اور دین والوں کا کام بند نہیں ہوسکتا۔اجلاس میں حاجی محمد نواز،غلام حسین احرار،مشتاق احمد،عبدالشکور،حافظ فتح محمد اور صوفی امان اللہ نے شرکت کی۔

تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کانفرنس ناگڑیاں (رپورٹ: حافظ محمد ضیاء اللہ دانش)

ناگڑیاں (۱۴/اپریل) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے آبائی گاؤں ناگڑیاں (ضلع گجرات) میں ''تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کانفرنس'' سید یونس الحسنی کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔کانفرنس میں قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری،مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر)،قاری محمد یوسف احرار اور علاقہ کے دیگر علماء کرام نے

شرکت فرمائی۔

کانفرنس کا آغاز بعد نمازِ مغرب قاری محمد صابر صاحب کی تلاوت سے ہوا۔اس کے بعد حمد ونعت کا سلسلہ شروع ہوا۔جس میں حافظ ابوبکر، قاری محمد اقبال، محمد کاشف اور مولانا محمد عابد نے شرکت کی۔سلسلہ تقاریر کا آغاز قاری محمد یوسف احرار کی تقریر سے ہوا۔انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے حد احسانات فرمائے ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا احسان ہے، یہ ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ جیسا نبی عطا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے مومنین پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں ایک رسول بھیجا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی نبی خاتم ﷺ کی اتباع میں ہے۔

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ ہم اپنا عقیدہ اتنا مضبوط کرلیں کہ کوئی بھی ہمیں دھوکہ نہ دے سکے۔ختم نبوت کے موضوع کو اپنے ذہنوں میں اس حد تک پختہ کرلیں کہ کوئی بڑے سے بڑا شعبدہ باز اور اہل علم بھی ہمیں اس عقیدے سے نہ ہٹا سکے۔انہوں نے کہا کہ اگر آج کوئی مرزائی ہمیں کہتا کہ ہم تم سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ یہ قادیانی جھوٹ بول رہا ہے۔

قائدِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے مدرسہ سے فارغ ہونے والے حفاظ کرام کی دستار بندی کی، ان میں حافظ اشفاق، حافظ ابوبکر، حافظ سیف اللہ، حافظ نقاش، حافظ عدیل، حافظ جواد اور حافظ فیاض شامل ہیں۔آخر میں شاہ جی نے خطاب فرمایا۔انہوں نے کہا کہ آج ہمیں نبی کریم ﷺ کا مقام اور منصب پہچاننے کی ضرورت ہے کہ آپ ﷺ کا مقام کیا ہے اور آپ ﷺ کس منصب پر فائز ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو مشرک کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اس کے اعمال ضائع کردوں گا تو دوسری طرف اپنے نبی ﷺ کے گستاخ کے بارے میں بھی یہی کہا ہے کہ اس کے اعمال بھی ضائع کردوں گا۔انہوں نے کہا کہ یوں تو بہت سے اوصاف اور خوبیاں سارے نبیوں میں مشترک ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ایک خوبی سب سے نمایاں عطاء فرمائی۔وہ یہ کہ آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور اپنا دین آپ ﷺ پر مکمل کردیا۔آپ ﷺ کے علاوہ کسی نبی کو یہ نعمت عطاء نہ ہوئی۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو خود چنتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کامل اور اکمل ہے، اسی طرح اس کا انتخاب بھی کامل اور اکمل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے اور سب سے اعلیٰ مقام آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور وہ محبوبیت کا مقام ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پورے عرب پر زبان کے لحاظ سے بھی اور علم وعقل کے لحاظ سے بھی فاتح بنادیا۔

کانفرنس سے مجلس عمل گجرات کے رہنما ڈاکٹر سید احسان اللہ شاہ اور کالعدم ملت اسلامیہ گجرات کے رہنما مولانا

احسان الحق شاد نے بھی خطاب کیا۔ان حضرات نے اپنے خطبات میں واضح کیا کہ کوئی جتنے بھی خا کے شائع کرتا رہے ،توہین کرتا رہے لیکن وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں کمی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔اب چاہے ساری دنیا آپ ﷺ کو نہ مانے' آپ ﷺ کی شان میں کمی نہیں لاسکتا۔

لاہور سے آئے ہوئے مہمان قاری عطاء المنان کی تلاوت نے کانفرنس کو چار چاند لگا دیئے۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا الیاس احمد نے انجام دیئے۔کانفرنس رات ایک بجے تک جاری رہی۔کانفرنس میں ضلع گجرات کے علاوہ لاہور اور چناب نگر سے بھی کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

جامع مسجد دہلی پر حملہ شیطانی حرکت اور بڑی سازش کا حصہ ہے: کل ہند مجلس احرار اسلام

لدھیانہ (۱۴/اپریل) دہلی کی جامع مسجد میں ہونے والے بم دھماکوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کل ہند مجلس احرار اسلام کے ترجمان عتیق الرحمٰن لدھیانوی نے اسے شیطانی حرکت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ جامع مسجد دہلی پر حملہ بڑی سازش کا حصہ ہے اور فرقہ پرست طاقتیں پورے ملک میں ہندو مسلم فساد کروانا چاہتی ہیں۔عتیق الرحمٰن نے کہا کہ جامع مسجد پر حملہ ملک کے لیے شرم کی بات ہے اور حکومت اس تاریخی جامع مسجد کی حفاظت میں ناکام رہی ہے۔عتیق الرحمٰن نے کہا کہ مجلس احرار اسلام ہند ملک بھر کے مسلمانوں سے صبر وتحمل کے ساتھ احتجاج کرنے کی پرزور اپیل کرتی ہے۔انہوں نے کہا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد یہ دوسرا بڑا حملہ ہے اور یہ دونوں کام کانگریس حکومت کے دور میں ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ دہلی کے تمام پولیس افسران اور خفیہ وبھاگ کے افسران کو معطل کیا جائے۔دہلی کی جامع مسجد میں بم دھماے کی مذمت لدھیانہ کے شاہی امام مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی اور احرار کے نائب صدر محمد باقر حسین شاز نے بھی کی ہے۔

قادیانی این جی اوز کا لبادہ اوڑھ کر دھوکا دے رہے ہیں (رائے مرتضیٰ اقبال)

چیچہ وطنی (۱۷/اپریل) رائے علی نواز مرحوم کے فرزند رائے مرتضیٰ اقبال نے کہا ہے کہ اسلام اور وطن دشمن قوتیں ملک کو کمزور کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ ہماری بقاء واستحکام صرف اور صرف نظریۂ اسلام میں مضمر ہے۔نظریۂ پاکستان اور نظریۂ اسلام لازم وملزوم ہیں۔وہ گزشتہ روز مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے دفتر میں احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے موقع پر احرار کارکنوں سے خطاب کررہے تھے۔اس موقع پر رضوان الدین صدیقی ،مولانا منظور احمد ،حافظ حبیب اللہ رشیدی، بھائی محمد رمضان، محمد سعید اور محمد اشفاق بی بھی موجود تھے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے اس موقع پر کہا کہ رائے علی نواز مرحوم نے بطور سیاسی لیڈر، بلدیہ چیچہ وطنی کے چیئرمین یا صوبائی وزیر ہوتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردّ قادیانیت کے محاذ پر جو گراں قدر خدمات انجام دیں' اُن کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔رائے مرتضیٰ اقبال نے کہا کہ ختم

نبوت کا عقیدہ امتِ مسلمہ کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ قادیانی اور انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنے این جی اوز کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکا دے رہے ہیں اور مسلمانوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کے عالمی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل تعلیم و تربیت کے ذریعے جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا پر دسترس حاصل کرے اور اسلام دشمن قوتوں کی تباہ کاریوں اور فریب کاریوں کا حقیقی ادراک اور سدباب کرے۔ انہوں نے مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی علاقائی دینی و تعلیمی اور تحریکی سرگرمیوں کو سراہا اور کہا کہ وہ اپنے والد مرحوم کی طرح تحریک تحفظ ختم نبوت کی ہر سطح پر معاونت جاری رکھیں گے۔ قبل ازیں انہوں نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد کے خلیفہ مجاز حافظ عبدالرشید صاحب کی عیادت کی۔

سانحۂ کراچی بدترین دہشت گردی ہے، عوام کو دینی قوتوں سے متنفر کرنا مقصود ہے (سید کفیل بخاری/عبداللطیف خالد)

لاہور (۱۸/اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ سانحۂ کراچی بدترین دہشت گردی ہے۔ جن کا مقصد عوام کو خوف زدہ کر کے مذہب، مذہبی اداروں اور مذہبی رہنماؤں سے متنفر کرنا ہے۔ اس حادثہ کے پس منظر میں سامراجی ایجنٹ متحرک ہیں۔ وہ دفتر احرار لاہور میں منعقدہ مجلس احرارِ اسلام کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکی۔ تحقیقات میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ حکمران ملک میں امن وامان کے قیام اور عوام کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ملک کی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ حکمران اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اقتدار سے مستعفی ہو جائیں۔

احرار رہنماؤں نے کہا کہ ملک کا نصابِ تعلیم امریکی خواہشات کے تابع کرنے کی بجائے اسلام اور وطن سے ہم آہنگ کیا جائے۔ انہوں نے گریژن اکیڈمیز میں پڑھائی جانے والی نئی تدریسی کتاب کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ فحش گالیوں اور غلیظ واقعات پر مشتمل اس کتاب پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران پاکستان کی نظریاتی اساس کو تباہ کر رہے ہیں اور اسلامی عقائد و اخلاق کی نمائندگی کرنے کی بجائے امریکی ایجنڈے کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

اجلاس میں تحریکِ ناموسِ رسالت کے اسیران ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور انجینئر سلیم اللہ کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، محمد ارسلان اور ڈاکٹر شاہد بٹ نے شرکت کی۔

دین میں قرآن وحدیث اور سنت حجت ہیں۔ اس کا انکار کفر کے ماسوا کچھ نہیں

اسلامی احکامات کو جدیدیت کے نام پر بدلنے والے حکمران اللہ کے باغی ہیں (سید عطاء المہیمن بخاری)

جہانیاں (۲۱/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے جامع مسجد یوسف میں تحفظ

ناموسِ رسالت ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام امتِ مسلمہ کی مشترکہ متاع ہے۔آج پوری دنیا کے کفار ومشرکین متحد ہوکر ہم سے یہ متاعِ عزیز چھیننے کی مذموم سعی کررہے ہیں۔ہم سب مسلمانوں کو متحد ہوکر اس قیمتی متاع کو بچانا اور اس کا دفاع کرنا ہے۔دین کی نسبت سے مسلمانوں کا باہمی تعلق نہ ٹوٹنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارا یہ تعلق حشر تک قائم رکھیں۔(آمین) انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے قرآن وحدیث کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔جیسے قرآن حجت ہے‘ ویسے ہی حدیث حجت ہے۔حدیث کا منکر‘ قرآن کا منکر ہے۔نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک شریعت کی اصطلاح میں ’’سنت‘‘ ہے اور سنت‘ قرآن وحدیث کی عملی تفسیر ہے۔قرآن وحدیث کو سنت کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔دین میں سنت کی حیثیت قانونی اور آئینی ہے۔امتِ مسلمہ انہی بنیادوں پر کھڑی ہوکر دنیائے کفروشرک کا مقابلہ کرسکتی ہے۔مسلمانوں نے اللہ کے دین اور اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑا تو اللہ نے انہیں مغلوب اور رسوا کردیا۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہے۔صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ ’’صبح شام دس دس مرتبہ درود پڑھنے والے پر حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے۔‘‘ میرے بھائیو! کثرت سے درود پڑھا کرو‘ اس سے دلوں کا زنگ اترے گا‘ نیکیوں کی توفیق نصیب ہوگی اور اللہ ورسول ﷺ کی رضا وقرب حاصل ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے بھی اپنے نائب چنے اور انسانوں میں سے بھی۔انبیاء انتخابِ الٰہی ہیں۔وہ خود نبی نہیں بنتے۔ہر نبی صاحبِ کتاب نہیں لیکن ہر رسول صاحبِ کتاب ہوتا ہے۔اللہ کے ہر نبی نے توحید بیان کی۔اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کیا اور مخلوق میں آخرت کا فکر پیدا کیا۔تمام انبیاء نے ان الٰہی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔جس قوم نے بھی ترقی کی‘ اس نے انبیاء کی دعوت کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا اور جو قوم بھی تباہ ہوئی‘ اس نے اللہ کے حکم کو توڑا، نبوی دعوت کا انکار کیا اور اپنی عقل کے مطابق عمل کیا۔نبی کو اللہ خود پڑھاتا ہے۔کوئی نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں۔کسی نبی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔اللہ نے خود اُن کو کتاب دی۔حضور آخری نبی ،قرآن آخری کتاب، دین مکمل۔اب کسی نبی کی ضرورت ہی نہیں۔اسود عنسی ،مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی تک جتنے بھی کذاب آئے‘ سب اپنے اپنے انجام بد کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل ورسوا کرکے باعثِ عبرت بنادیا۔یہ سب جھوٹے، خائن ،مقطوع النسب ،انسانوں سے پڑھنے والے اور شیطان کی شاگردی کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آخری نبی ﷺ کی سچی اتباع نصیب فرمائے اور آخری کتاب قرآن حکیم پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ممتاز عالم دین مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (مدیر مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کے انتقال پر اُن کے فرزند حافظ محمد سالک اور دیگر بیٹوں اور اہل خانہ سے تعزیت کی اور حضرت کے لیے دعائے مغفرت کی۔

قائدِ احرار نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نام نہاد روشن خیالی اور موجودہ حالات کے تناظر میں

اسلامی احکامات کو جدیدیت کے نام پر بدلنے کے دعوے دار حکمران اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں اور اُن کی حمایت کرنے والے ان سے بھی بڑے باغی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران امریکہ کی غلامی میں ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مسمار کررہے ہیں۔ اسلام غیر متبدل دین ہے۔ اس کو تبدیل کرنے والے بالآخر اللہ کے عذاب کا شکار ہوں گے۔

جامع مسجد احرار چناب نگر سے ملحق اڑھائی کنال زمین کی خرید

الحمدللہ، قائدِ احرار ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی قیادت اور دعاؤں کی برکت سے جامع مسجد احرار چناب نگر سے ملحق اڑھائی کنال قطعہ اراضی خرید لی گئی ہے۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں زمین خرید کر مسجد و مدرسہ ختم نبوت قائم کیا۔

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے ۱۹۷۶ء میں چناب نگر میں زمین خرید کر مسجد احرار اور مدرسہ ختم نبوت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ خانوادۂ امیر شریعت اور کارکنانِ احرار نے تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن کی آبیاری کے لیے مثالی تاریخی کردار ادا کیا۔

نئے خرید کردہ قطعہ زمین پر مدرسہ ختم نبوت اور ایک خیراتی ہسپتال جلد تعمیر کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

اس وقت چناب نگر میں تین اور چنیوٹ میں ایک مرکز مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام سرگرمِ عمل ہیں۔

اصحابِ خیر اور احرار کارکنان نئے تعمیری منصوبے کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-5865465

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

7 مئی 2006ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆حضرت مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ، والد مرحوم قاری محمد سالک (جہانیاں۔۵/اپریل ۲۰۰۶ء بدھ)
☆والدہ مرحومہ جناب طارق محمود صاحب (اسلام آباد)
☆مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے معاون شیخ منظور احمد کی اہلیہ اور شیخ عبدالواحد (گلاسگو) کی سالی مرحومہ
☆مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشریات جناب شیخ حسین اختر لدھیانوی کی چچازاد بہن مرحومہ ۲۸/مارچ ۲۰۰۶ء منگل
☆مولانا حافظ محفوظ احمد جالندھری کی اہلیہ اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ کی بہو انتقال: ۱۲/اپریل ۲۰۰۶ء (صادق آباد)
☆مولوی محمد صادق مرحوم، مدرسہ احرار اسلام کلر والی ضلع مظفر گڑھ کے مدرس حافظ محمد معاویہ کے بہنوئی۔ انتقال ۱۲/اپریل ۲۰۰۶ء
☆مدرسہ معمورہ کے معاون محمد اکرم مرحوم (خرادوالے) نالہ ولی محمد ریلوے روڈ ملتان
☆محمد عثمان چوہان مرحوم (ملتان) انتقال: یکم اپریل ۲۰۰۶ء
☆جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ حدیث مولانا محمد یٰسین شاکر رحمہ اللہ (۲۳/اپریل ۲۰۰۶ء۔ اتوار)
☆ہمارے کرم فرما عبدالقدیر صاحب (راولپنڈی) کے بہنوئی محمد نعیم مرحوم
☆بھائی نیاز احمد (سٹینڈرڈ بیکری ملتان) کے ہم زلف غلام رسول مرحوم (فیصل آباد)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

☆حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)
☆محترم قاری محمد یعقوب نقشبندی (جلال پور پیروالا، ضلع ملتان)
☆محمد مروان فاروق (جلال پور پیروالا، ضلع ملتان)
☆محمد طلحہ نواسہ محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا، ضلع ملتان)
☆مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر حافظ محمد فاروق بھٹی
☆ہمارے معاون محمد سہیل اشرف (چوک شاہ عباس ملتان) کی والدہ ماجدہ اور اہلیہ
☆محمد بشیر زرگر: مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون (برادر جیولرز اورنگ زیب روڈ دہلی گیٹ ملتان)

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مسجد ختم نبوت و ختم نبوت سنٹر

چیچہ وطنی میں چوتھے مرکزِ احرار

رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم
اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کے
سنگِ بنیاد کی مبارک تقریب

10 مئی 2006ء
بدھ بعد نمازِ عصر

خصوصی خطاب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی **سیّد عطاء المہیمن بخاری** مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمانانِ خصوصی

مولانا عبدالستار خطیب مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال
چودھری صغیر حسین چیئرمین جیون ڈویلپرز ساہیوال
چودھری آصف علی ڈائریکٹر جیون ڈویلپرز ساہیوال

افتتاحی کلمات: عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی ناظم نشریات مجلس احرار اسلام پاکستان

نقابت: حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر ناظم دعوت وارشاد مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

✆ 040-5482253

منجانب تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

رُوح افزا

مشروبِ مشرق

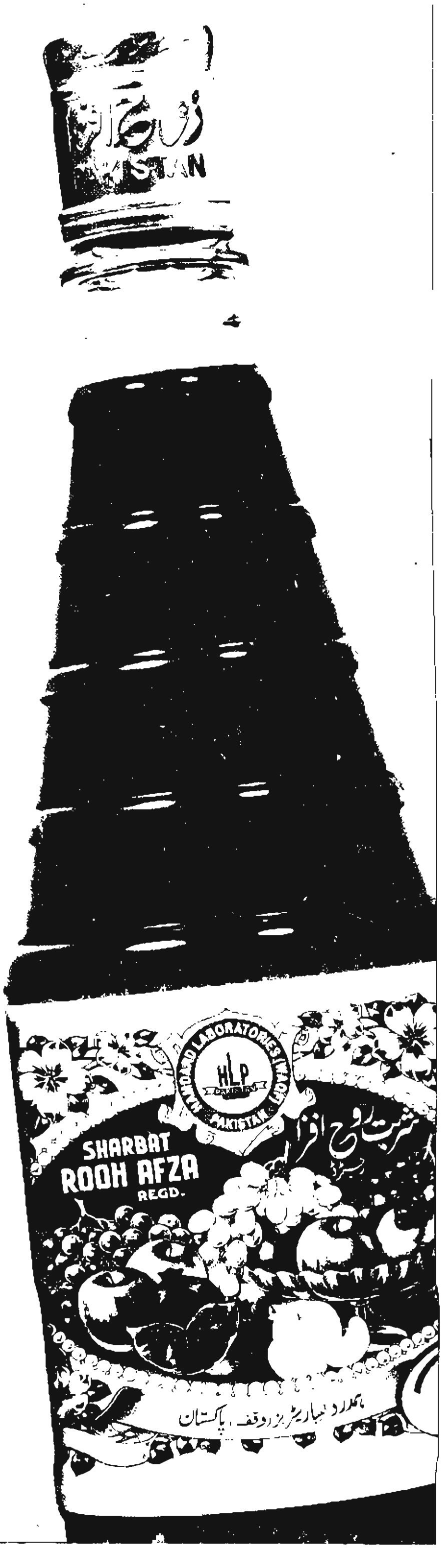

جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔

پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!

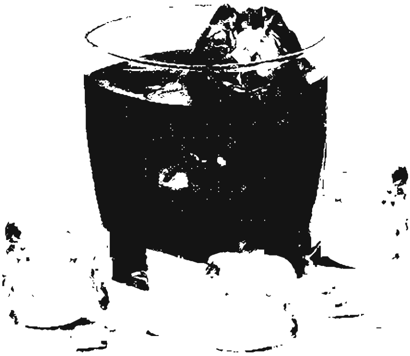

ہمدرد

ISO 9001 2000 SGS

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2000 CERTIFIED

www.hamdard.com.pk

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No:32

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی
ملتان

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے **جامعہ بستانِ عائشہ** میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

دارالقرآن ‏ دارالحدیث

کی تعمیر میں حصہ لیں

دارالمطالعہ ‏ دارالاقامہ

2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خریدا گیا

جس میں اب دارالقرآن، دارالحدیث اور دارالمطالعہ کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ احباب سے اپیل ہے کہ حسبِ سابق نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

Designed by 0321-6358191